



CALL No. { 8915241
 4929

ACC. NO. 4929

AUTHOR 1940 مشیر احمد علی

TITLE صدائے جوبلی

URDU STACKS

4929

URDU STACKS
 1940 4929
 4464 مشیر احمد علی
 صدائے جوبلی
 655

TIME TIME

NO.



MAULANA AZAD LIBRARY ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

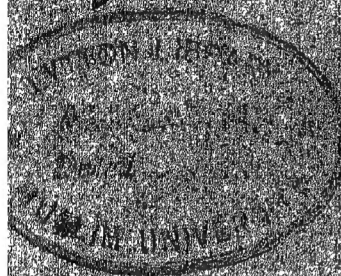
RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over - due.

الشعر والادب في عهد محمد بن عبد الله

GIFT OF
JAHIL AHMAD KHAN

صدا جو بی



بے

گلستہ شاعرہ خاص انجمن حدیقہ اشعر

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۱۹۲۵
منقذہ دسمبر

مرتبہ

محمد شیر احمد علوی القادری بی۔ اے (علیگ)

وسابقہ نائب مستر اعزازی

MA

فہرست مضامین

صفحہ	اسکا گرامی	صفحہ	اسکا گرامی
۲۱	جناب سیاب اکبر آبادی		لی و مسلمانان ہند
۲۳	جناب شمس المتعلم کالج		احیہ جناب صدر راجن ہذا
۲۴	جناب عاشق ذبیحی		اظہار
۲۷	جناب آغا شاعر قریشی		
۳۰	جناب عطا بدایونی		
۳۳	جناب قمر بدایونی	۱	احسن مارہروی
۳۴	جناب گرامی جالندھری	۵	انتم سہارنپوری
۳۵	جناب لاہوری	۷	افسر اورنگ آبادی
۷	جناب میرا صدی اجمیری	۷	اقبال متعلم کالج
۳۶	جناب مشیر علیگ	۸	بشیر متعلم کالج
۳۹	جناب منٹو بدایونی	۷	انیس رضوی امرہوی
۷	جناب نائب حیدر آبادی	۱۰	صاحب صدر راجن ہذا
۴۰	جناب ساغر سیالی	۱۳	دل لاہوری
	غزلیں	۱۹	تاب پٹیالوی
	جناب ابرقروانی	۲۰	افنیچ چھپرہوی

صفحہ	اسکا گرامی	صفحہ	اسکا گرامی
۵۲	جناب عالی بدایونی	۴۱	جناب آثم سہارنپوری
۵۳	جناب عارف شاہچامپوری متعلم کالج	۴۲	جناب اخضر
۵۴	جناب فہد الیونی متعلم یونیورسٹی	۴۳	جناب اصغر سینہ پوری
۵۴	جناب فضل الہ آبادی	"	جناب افسر اورنگ آبادی
۵۵	جناب فرحت دہلوی	۴۴	جناب سبیل عظیم آبادی متعلم کالج
"	جناب کوثر پرتاب گڑھی	"	جناب بخود اٹاوی متعلم کالج
۵۶	جناب کفیل	۴۵	جناب بخودی الہ آبادی
"	جناب گوہر کرناٹک	"	جناب تاج الہ آبادی
۵۷	جناب مانی جانشی	۴۶	جناب بسم سیما
"	جناب مائل علی گڑھ	"	جناب حیرت گوالبیاری
۵۹	جناب محشر لکھنوی	۴۷	جناب داؤد ثمانی متعلم کالج
"	جناب محمود صدیقی	"	جناب ساغر سیما
"	جناب محقق پرتاب گڑھی	"	جناب سیما اکبر آبادی
۶۰	جناب منظر انصاری ہلوی	۴۸	جناب شوکت متعلم کالج
"	جناب مظفر سلیمانی شاہ آبادی	۴۹	جناب نیرا بدایونی
۶۱	جناب رب حیدر آبادی	"	جناب ضامن
۶۲	جناب نیر کاکوروی	۵۰	جناب طالب راجپوتانہ
۶۳	جناب نشر عدنان	۵۱	جناب محمد جلالی متعلم یونیورسٹی
۶۳	جناب شوکت متعلم یونیورسٹی	۵۲	جناب ظفر متعلم کالج

جشن جوبلی

اور

مسلمانان ہند

میں جشن منانے کا رواج زمانہ قدیم سے ثابت ہے لیکن یہ رسم سلاطین و زکا
فیس رہی ہے جشن سیدہ اور جشن نو شادی سے کون واقف نہیں۔ عہد حاضر
میں مغلہ انگلستان نے ملکہ وکٹوریہ کے پنجاہ ویں سالہ جوبلی کے جشن منانے
اور اسکی وجوہ و مقام کا طعنه افگنا ہے اسلئے ابھی کڑا وزن کی تعداد میں
ہستان میں موجود ہیں اور حقیقت الامر یہی ہے کہ عالمگیر جشن منانے کا حق
ہ وقت ہی کو ہو سکتا ہے ورنہ مقامی جشن مجدد و دائرہ میں کون ذی حیثیت
و اپنے مقدور کے موافق تقریبات مسرت اندوز کے سلسلہ میں نہیں
پھر ہندوستان کے مسلمان اور جشن جوبلی کا تخیل ایک خواب سے زیادہ
ل نہیں رکھ سکتا جہاں نہ ابھی اب سلطنت ہے نہ کسی ایک ایسے ذات
باقی ہے جسکی مسرت اور شادمانی کے شریک براعظم ہند کے عوام اور
ہو سکیں۔ ہمارے خدا کے پاک کالکو لاکھ شکر ہے کہ اس نے اس سنگی
حالت میں بھی مسلمانوں کے خوراک سے گرفت سے دہلی کا سیاسی مرکز
ملیکڑھ کا علی مرکز عطا فرمایا جسکی عزت اہل ہند کے قلوب پر علی
بشیر سے اتنی چراست جو کبھی ناری اسلام عطا الدین خلجی اور سلطان
حضرت علی الدین عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں سیاسی مناسبت سے
آج کون شہر اور کون شہر ہندوستان کا کشمیر ہے کہ ری نکا ایسا
علیکڑھ کو اپنی نسلوں کا بچا اور ماوانہ سمجھتا ہو۔ کون سریشٹھ جاکویش

برٹش انڈیا اور نیم مختار ریاستوں میں ایسا ہے جہاں علیگڑھ کے فرزندان رشید اپنی خاص قابلیت اور وجاہت سے ممتاز نہ نظر آتے ہوں چنانچہ جب اس جامعہ اسلامی کے قیام کو پچاس سال گزر چکے تو اس کی مرکزیت کے اہمیت کی جانچ کے لیے عالی جناب صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب دانش جانشیر اور کلچر کے قدیم مربی اور مخلص سرپرست عالی جناب آرنیل نواب سر محمد فضل الرحمن خان صاحب بالقابہ اور اس کے جانشین فرزند دلبند اور حقیقی ہی خواہ و خیر اندیش عالی جناب ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب صاحب پر و دانش جانشیر کو بر موقع اس یگانہ روزگار انسٹیٹوشن کے پنجاہ سالہ جوبلی منانے کا خیال پیدا ہوا جو تحریک کے ساتھ ہی مقبول عام ہوا اور ہر طرف سے اس دعوت پر صدر اسے لبیک آنے لگی حتیٰ کہ حضور پر نور عالی پاسگاہ ہنزہ سٹینس مہاراجہ صاحب بہادر اور دام اقبالہ نے بھی شرکت فرما کر ذرا بے خاک کلچر کورنگ خورشید تابان بنایا۔ اور اپنے اخلاق کریمانہ اور عطیات شایانہ سے قوم کو گرویدہ احسان کیا۔ اکثر مسلم امرا اور وسار اور اولڈ بانسز و ممبران کورٹ اور حکام والا تبار نے بالواسطہ یا بلاواسطہ ہفتہ جوبلی کے پروگرام میں حصہ لیا اور مختلف صوبجات کے تعلیمی نمائندوں نے امید سے زیادہ دلچسپی کا اظہار کیا۔

اکثر یونیورسٹیوں کے دانش جانشین صاحبان نے بذاتہ شرکت فرما کر نمائندگی کا خوشگوار فرض ادا کیا اور سب سے زیادہ اس جشن کی کامیابی کا مدار سرکار ابد قرار بھوپال پر رہا جس کی طرف سے علاوہ عطیات سلطانی تمام خیمہ و خرگاہ و پنڈال و آرائش کیپ سب بھوپال کے طفیل تھی۔ چنانچہ ایک ہفتہ کے جشن کے لیے طول و طویل پروگرام مرتب کیا گیا جس کی رو سے ساڑھے ستر کام پے درپے تجویز ہوئے اور ہر روز آٹھ دس اعمال میں شرکت قرار پائی جنہیں سے دو وقت انقار مجلس مشاعرہ کے بھی شامل ہوئے۔ مجھے بحیثیت ذمہ دار پریسیڈنٹ پویشکل سوسائٹی یونیورسٹی کے ایگزیکٹو ممبران میں مجلس مشاعرہ منعقد کرنے میں جھجک محسوس ہوئی

کیونکہ میں نازک خیال شعرا کی همانداری کے مشکلات کا اندازہ رکھتا تھا اور مشغوشِ غما کہ ہر وقت کے اہنہاک فرائض مختلفہ میں اپنے معزز معانوں کی خاطر و تواضع دیہی نہ ہو سکے گی جو کسی دوسرے اطمینان اور سکون کے وقت ہو سکتی ہے لیکن بے صاحبزادے صاحب کی دلی خواہش کو پورا نہ کرنے کی جرأت بھی نہ رکھتا تھا اس لیے ڈرتے ڈرتے خطوط دعوت شعرا سے نامدار کی خدمت والا مین ارسال کیے اور یونیورسٹی ان حضرات بابرکات کی ممنون و متشکر ہے جنہوں نے دعوت قبول فرمائی اور موسم سرما کی رحمت کا خیال نہ فرما کر دو دراز مقامات سے شرکت مشاعرہ کے لیے تشریف لائے اور اپنے اپنے کلام بلاغت نظام سے ارد و فن ادب میں اضافہ فرمایا۔ اسمائے گرامی ان حضرات کے ہر غزل کے عنوان میں مندرج ہیں اس لیے یہاں انکی بھرا نہیں کی گئی۔ یہ سب حضرات حالی کیسپ اور شبلی کیسپ میں ٹھہرے گئے جو جو حین کی یاد میں قائم کیا گیا تھا۔ پوینٹکل سوسائٹی با محضو من فرزندوستان عالی جناب والا مناقب صبر علی امام صاحب نقاد کی شکر گزار ہے کہ آنجناب نے چند ساعت کے لیے مجلس خاص مشاعرہ کی صدارت فرما کر اسکی عزت کو دو بالا کیا اور جس خوشنودی سے اداے فرائض صدارت میں حصہ لیا اسکا احساس ہزار با حاضری محفل کو مدت دراز تک رہیگا۔

معذرت مجھے اس جشن آرائی کے لائق ادا کاموں میں اشتغال ہونے باعث جو اندیشہ عقادہ پیدا ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور گو شریعت الطبع اور وسیع الاخلاق معانوں نے اپنی زبان یا قلم سے شکایت نہ کی لیکن مجھے کامل احساس ہے کہ فرائض همانداری کا اکثر و عشیر بھی میری کارکن جماعت سے ادا نہ ہو سکا۔ حتیٰ کہ بعض اصحاب کی خدمت میں مجھے شرف باریابی بھی حاصل نہ ہوا۔ اور اگر میرے مخدوم و مکرم حضرت احسن صاحب مارہروی زاد فیوضم میرے دستگیری نہ کرتے تو نہ معلوم کیا نوبت پہنچتی۔ وہ بذات خود ہر محال سے ملتے رہتے

اور ان کی آسائش کے سامان میں دن رات مصروف کار رہے۔ نیز اپنے
 غلص دوست مسٹر محمد صادق صاحب ایم۔ اے اور گورنر مسٹر رشید احمد صاحب
 صدیقی کا ممنون ہوں کہ ہر دو حضرات نے میری استعانت میں دریغ نہ فرمایا
 وجہ یہ کہ میرے متعلق چند کام تھے جن میں سب سے زیادہ اہم پنڈال وغیرہ
 کی مزید آرائش کا تھا اگرچہ جناب میر سناپتی صاحبہ جو پال نے پنڈال کے
 تیار کرنے میں کمال دکھلادیا تھا لیکن کتبائے اور پھول بیلون کی آرائش
 میرے ذمہ تھی اور پنڈال کی وسعت کے متناسب مجھے اپنے ہاتھ سے پندرہ
 دن میں ۱۵-۱۵ فٹ طویل کتبے اور عمارت کالج کے نقشے چالیس عدد بنا
 کر لگاتے تھے جو عین مشاعرہ کے وقت تک لگائے جاسکے۔ اسی دو ڈھوپ
 میں جو وقت ملتا تھا مجلس مشاعرہ کے متعلق بھی مصروف کار رہتا تھا۔
 حسین ہمارے سکریٹری مسٹر خواجہ محمود علی صاحب ذوقی بی بلاو علیگ
 اور اسسٹنٹ سکریٹری اور مسٹر علی الدین علوی بی۔ اے علیگ اور
 مسٹر خیر احمد علوی بی۔ اے اور مسٹر ہفاق حسین بیخود بی۔ اے وغیرہ نے
 میرا ہاتھ بٹایا۔ اس پر ایک مشکل اور تھی کہ ایک ہی وقت میں ادھر مشاعرہ
 ہو رہا ہے۔ دوسری جگہ اولڈ بانس کا جلسہ ہے اور تیسری جگہ یونین کی
 ڈبیسٹ میں لوگ گھرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ پہلا جلسہ حسین چوہدری صاحب
 پنڈال میں شریک تھے نہایت آب و تاب سے ختم ہوا اور حسین علاوہ دیگر شعرا
 نامی کے جناب خواجہ دل محمد صاحب نے اپنی نصرت خوانی سے جو غیر طرح میں
 تھی ایک لطفت تازہ پیدا کر دیا تھا دوسرے شب کو جو جلسہ اسٹیجی ہال میں
 ہوا اس میں ۱۱ بجے کے بعد دوسرے جلسوں کے کئی فنکار ایک شریک ہو گئے اور
 مجلس کے سکون میں کچھ عرصہ تک فرق آگیا اسکے ساتھ ہی ایک ایسا واقعہ
 ہوا جس پر ارکان کمیٹی کا کچھ اختیار نہ تھا یہ ختم کار سے بہت پیشتر برقی
 روشنی بیک ایک سرور ہو گئی اور صرف چند لائٹنوں کے دھندلی روشنی میں
 کئی ہزار کا مجمع بے ترتیبی سے بکھرتا ہوا اس خلاف اسید رکاوٹ
 سے چند شعرا کی نظمیں پڑھنے سے رہ گئیں جنکے ساتھ ہم سب کو قلق ہوا

اور ضرور ہے کہ اسکی شکایت دلون میں باقی رہ گئی ہو لیکن خیر گذری کہ اکثر اعلیٰ درجہ کی نظمیں شعراے دہلی وغیرہ کی سنائی جا چکی تھیں اور چوٹی کی صرف دو یا تین باقی رہی تھیں۔ ہم سب کو حضرت آغا شاعر قبلہ کے بلا طلاع شب میں ہی وطن میں چلے جائیگا افسوس ہوا لیکن بعد کو آنجناب کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ خیمہ کی سردی کے نخل نہ ہو سکے اور بہ نظر احتیاط آسیب تشریف لے گئے۔ آپ کی لا جواب نظم اصل مشاعرہ میں پڑھی جا چکی تھی بہر حال یہ معذرت اس لیے کی گئی کہ ماحول کے غیر عمدہ و دھڑکتوں کا لحاظ فرماتے ہوئے جن حضرات کو کچھ تکلیف ہوئی وہ ارکان سودا گری کو اپنے کرم سے معاف فرمائیں گے اور کالج کے ان حشام سخن پر ہیشہ نظر عنایت رکھیں گے۔

دوسری معذرت اس گلہ سستہ کے دیر میں شایع ہونے کی ہے اور نظمیں نہ تھیں بمشکل ایک عرصہ میں غلط و کتابت کے بعد فراہم کی گئیں اسوا اسکے یہ خواہش کی گئی کہ تمام شعراے با کمال کے فوٹو گلہ سستہ کے ساتھ شایع کیے جاویں جو اس مشاعرہ جو ملی میں شریک ہوئے لیکن بجز دو ایک کے جنہیں حضرت آغا شاعر گورنر وی کا بلاک بھی آگیا تھا اور فوٹو موصول نہ ہوئے اور اس سے خاص انتظام طباعت کا خیال بھی جاتا رہا اور معمولی طور پر بقاے کلام کی خاطر یہ رسالہ چھاپ دیا گیا جسکی بابت میں خود مقرر ہوں کہ وہ ہر حیثیت سے گرا ہوا ہے جیسا ہونا چاہیے تھا اسکی تردید اور طباعت میں میرے عزیز ترین شاگرد دوست مسٹر مشیر احمد علوی۔ ہا اسے کی امداد شامل ہے جنکی سعی سے وہ معرض طبع میں آگیا حالانکہ یہ فرضی سکرٹری سوسائٹی کا تھا۔ جتنے کالج سے بعد کامیابی امتحان چلے جانے سے وہ تعویذ میں پڑا رہا۔ نیز میں بدل منوں ہوں جناب مولوی نور الحسن صاحب خیر خلع الرشید جناب محسن صاحب کاکوروی مرحوم کا جنھوں نے تکلیف فرما کر مسودہ کی صحت میں مدد دی۔ تمید ختم کرنے سے پہلے میں ناٹھا گزار

دیکھا اگر جناب صاحب علی متقی صاحب حج می پکی کا شکریہ نہ ادا کروں جنہوں نے حضرت سائغر
کی نظر سے سناؤ ہو کہ ازراہ قدر دانی صہ ر نقد طباعت گلدستہ کے لیے عطا فرمائے
اور جناب صل صاحب بلگرامی نے اسکو اپنے صرف سے چھاپدینے کا وعدہ
فرمایا گو اس مقصود سے کام کے لیے جناب مدوح کو تکلیف نہیں دی گئی۔
انعامات۔ طلباء کالج کے لیے دو تمغہ طلائی شہر کے گئے تھے چنانچہ غزل
بر طرح بین جناب بیخود صاحب اور نظم کے لیے جناب انیس لدین صاحب صنوی
کا ایاب ہوئے۔

پروفیسر قاضی محمد جلال لدین جلال
پریسیڈنٹ پولیٹکل سوسائٹی مسلم یونیورسٹی علیگندھ

اعتدال یونیورسٹی کے مشاعروں میں ظاہر ہے کہ صد ہا دو جوان گریجویٹ اور
انڈر گریجویٹ اور اساتذہ ذی علم و فن سامعین کی حیثیت میں
روشنی افروز ہوتے ہیں اس لیے شعر اسے اطراف ہند کو ان سے بہتر سخن شناس اور
تحسین کنندہ اور جلسوں میں یکجا میسر نہیں ہو سکتے لہذا گزارش ہے کہ مشاعروں کے
مواقع پر ہماری دعوت بلیب خاطر قبول فرمائی جائے تاکہ تازہ کلام سے انگریزی
خوان جماعت کی اردو کے ساتھ وابستگی قائم رہے۔

۱۲) بڑے جلسوں میں بلند آواز سے نہ پڑھ سکتا جلسہ کے سکون پر اثر پذیر ہوتا ہو
اور اچھے سے اچھا کلام بلندی سے ہستی کی طرف مائل ہو کر اس تحسین اور داد
لینے سے محروم ہو جاتا ہے جبکہ دراصل وہ سخت عقاب اس لیے اگر بہت آواز شعراء
کسی دوسرے خوش آواز سے پڑھوا لیں تو زیادہ مناسب رہے ہو گا۔

۱۳) فی زمانہ مشاعروں میں سخن سے پڑھنے کا رواج ہو چلا ہے اس لیے وہ حضرات
جو تحت لفظ پڑھنے کے عادی ہیں ناقص ترغیم کی کوشش میں ناکامیاب رہتے ہیں
اور جلسہ میں مضامین کا نہ تحسین و آفرین کی صدائیں بلند ہونے کے باعث ہو جاتے ہیں
ایسے حضرات کو تحت لفظ کے طریق پر توجہ رہنا ضروری ہے۔

چنانچہ اس مشاعرہ عظیم میں ان امور کا ناگزیر توجہ ہو چکا ہے جن حضرات کا لہجہ

خوش آئند اور آواز بلند بھی اھنوں نے چھ ہزار سابعین کو کامل سکوت میں رکھا اور

ایڈریس جناب قاضی جلال الدین صاحب جلال پریسڈنٹ یونیورسٹی پولیٹیکنک سوسائٹی علیگڑہ

حضرت اشکے گرامی موجودہ دور تمدن نے حیات انسانی کی نسبت جو زادیہ نگاہ پیدا کر دیا ہے اور جس طرح لوگ ہر چیز کو اقتصادی نقطہ نظر سے دیکھنے کے خوگر ہو رہے ہیں اسکی بنا پر کسی یونیورسٹی سے شعر کے نعمت ہائے رنگین پر صدائے لبیک بلند ہونا ممکن ہے کہ بعض حضرات کے لیے موجب استعجاب ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ یونیورسٹیاں اگر صحیح معنوں میں مرکز علمی ہیں تو ان سے زیادہ شعریت صحیحہ کی قدر شناسی کا استحقاق اور کس کو ہو سکتا ہے خصوصاً قومی یونیورسٹیاں اگر قومی شاعری کی ہمت افزائی نہ کریں تو سکوت سخن شناس کے مجرم ہوں گی۔ تاریخ السنہ کا ایک طفل دبستان بھی اس نکتہ سے بے خبر نہیں ہے کہ زبانوں کی تدریجی ترقی اور ادبیات کا نشو و نما ہر زمانہ میں شعر کا رہن منت رہا ہے ایک شاعر اپنے ذوق صحیح کے فیض سے اولاً مروجہ ذخیرہ الفاظ میں سے صرف وہ الفاظ انتخاب کرتا ہے جن میں زندہ رہنے کی صلاحیت ہوتی ہے اس طرح پر اصلاح زبان کا اہم ترین فرض خود بخود ادا ہوتا رہتا ہے۔ نیا نیا جدید ترکیبوں کی ایجاد اور تشبیہات و استعارات کی صنعت گری سے خود ذخیرہ زبان میں اضافہ کرتا ہے اور شعر کی موسیقی ان ترکیبیات جدیدہ کو مقبول زبان بنا کر بقاء و دوام کی روح اس میں پیونک دیتی ہے غرض کہ ذوق شاعری کی بدولت علم و ادب کی بہترین خدمت بلا کسی معاوضہ اور صلہ کے انجام پاتی رہتی ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ہر زبان میں نشر سے پہلے نظم عالم وجود میں آئی اور ہر ساری زبان اردو تو سر تا پا ہمارے شعرا کی تخلیق ہے افادیت شعر کا ایک اور لطیف پہلو بھی ہے جسکی بنا پر یونیورسٹیوں

کی حیثیات علی کیلئے شاعری ناگزیر ہے محض فنی مضبوطیات کی فراہمی نہیں بلکہ ادبی و ادبیات میں ایک تعادل علی اور
 ذوق لطافت پیدا کر دینا تعلیم کا اصلی نصب العین ہے فلسفہ اور طبیعات کے خشک مسائل میں شائع
 پاشی کے بعد کسی سمجھانے والے کی ضرورت ہے جو دل و دماغ میں ایک قسم کی شادابی نشاط
 پیدا کر دے اور اپنی تراویح اور تراشگی سے پوست فلسفیانہ کا اڑا کر سکے یہی وجہ ہے کہ
 کالجوں میں طبعی محل کے پہلو پہلو بہم مشاعرہ کا قیام بھی اعتدال مذاق کیلئے لازمی سمجھا گیا ہے
 اور اب اکثر کالجوں میں سالانہ مشاعرہ کا رواج ہو چلا ہے لیکن دارالعلوم علی گڑھ نے اپنی
 ابتدا سے جو دور سے انہیں بقدر امکان شاعری سے اعتنائی اردو ایک حد تک اردو ترقی
 اردو شاعری کے نشاط ثانیہ بھی اس تحریک زرین کا نتیجہ ہے جو علوم اسلامیہ کی احیاء اور
 ادب اردو کے تجدید کیلئے ضروری ہے اور اس کے نقصانے کار کی بدولت عالم وجود میں
 آئی اور آپ جسکو اب مسلم یونیورسٹی کی ضرورت میں جلوہ گر دیکھ رہے ہیں۔

حضرات والا۔ ارکانِ پستہ میں مولانا حالی مولانا شبلی مرحوم اور مولانا حبیب الرحمن
 شرانی اور علامہین جو مدتی سی محمد خاں صاحب مولانا ظفر علی مولانا حسرت بانی حضرت فانی اور
 مستمیل دیناے شاعرین کافی طور پر روشناس ہیں انھیں حدیقہ شعر بیان کی ایک قدیم دہلی تہ ہے
 جو اب تک بفضلہ قاضی ہے۔ ان سب سماعی سے بالا تر تحریک علی گڑھ نے خود نفس شاعری پر یہ بہت
 بڑا احسان کیا ہے کہ مذاق شاعر کو بالکل بدل دیا ہے مبتذل اور ضوقیانہ شاعری کے بجائے فلسفیانہ
 اور خلقی شاعر کا رنگ نیا ہے اردو میں یہ پہلی علی گڑھ نے چکایا اور اب تو یہ مذاق سخن بالکل عام ہو چکا
 ہے بہر حال اس سلسلہ میں علی گڑھ کی خدمات محض ضمنی اور تبعی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ آپ حضرات نے
 شائع سخن کے اس سدا باز سی میں جس دالمانہ خلوص و در بے نیازانہ انہار کے ساتھ علم و ادب کی
 خدمتیں اپنی عمر گرامی کا عزیز ترین حصہ صرف کیا ہے وہ ہمارے دلچسپ مسکن اور اب اس پنجاہ جہلی کے موقع
 پر آپ جس محنت کے ساتھ ہماری معروضات کو شرف قبول بخشا اور یہاں تک محنت سفر کو اور افرامی کی
 نسبت اظہار تشکر و سپاس کی کیلئے مجھے الفاظ میں ملنے سے اس یونیورسٹی کے تمام ارکان
 و اساتذہ اور طلباء کی طرف سے یہ خوشگوار سرگشت اور شہزادہ فرخ اپنے ذمہ لیا ہے کہ آپ حضرات
 ذرہ فواری پر اظہار سپاس کر دیں وہ ہمارے خوشگوار فرخ میں ہر ایک کو دلچسپ اور شادابی کا باعث ہے
 میں دیرینہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ ہر ایک کو دلچسپ اور شادابی کا باعث ہے ہر ایک کو دلچسپ اور شادابی کا باعث ہے
 ہمارے اس متعلق میں ہر ایک کو دلچسپ اور شادابی کا باعث ہے ہر ایک کو دلچسپ اور شادابی کا باعث ہے

اجلاسِ اول

منظومات

مصرع طرح

علی گڑھ علم اور اخلاق اسلامی کا محزن ہے

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

”صدائے جوبلی“

حضرت شاہ حافظ علی حسن صاحب حسن مارہروی اردو پچھرا انٹریڈیٹ کالج

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

اب سے اکاؤن برس پہلے جو خواب تھے	ایک دو کیسے ہزاروں اُن میں شیخ و شاہ تھے
غفلت و کم ہمتی کے بے شمار ارباب تھے!	اہل ہوش، اہل خرد کیا اب کیا نایا رہتے!

انقلابِ وقت گو شام و سحر ہوتے رہے
خفتگانِ بخت لیکن رات دن سوتے رہے

اہل غفلت کا یہ عالم تھا ادھر لیل و نہار!	اور ادھر اذخاں ہمایہ میں تھے سب ہوشیار
غافلان بے خبر کا دیکھ کر یہ حال زار!	سید القوم ایک خادم ہو رہا تھا بیقرار

بیقرار سی اس کی نیکیں بخش عالم ہو گئی!
دل کی دھڑکن صبا میں انفاں آدم ہو گئی!

جھوٹے پتروں میں خواب محلوں کے نظر آئے لگے	اور اُن خوابوں کی تعبیریں بھی ہم پانے لگے
گھر سے اٹھ کر سوے میدانِ عمل جاؤ گے	راز ہستی کے مہموں کو بھی کھجائے لگے

رہنا اپنا بنایا خضرِ عقل و فہم کو!
نقشِ باطل جان کر توڑا طلسمِ دم کو!

ہو چکی بیداری و غفلت میں جب رد و بدل!	پیکرِ تحیل نے ہونا یہ بلدِ مس عمل!
یعنی انسانی فضیلت کا یہی ہے ماحصل!	عقل کی تکمیل میں تعلیم ہو دست و نعل!

بے تعلیم کے قتل آدمی بنتا نہیں!

	کر کر آٹا راکر تلہ ہے جب چھٹنا نہیں!	
جب تک اسلامی حکومت میں رہا ہوتا ہے	علم و حکمت کے وہے جسے نئے رخ پر دیا	ہیں کے محکوم اب وہ صورت اور حالت ہو گیا
	انقلاب اب تک جو کچھ حسبِ شیت ہو گیا	اپنی حالت کے تغیر کی بدولت ہو گیا!
ہر زمانے کی ضروریات ہوتی ہیں جدا!	ادب و حالت کا ہوتا ہے خصوصی اقتضا!	حاکم و محکوم میں باہم تفادیت ہے بڑا
	پست کو بالا بنانا علم ہی کا کام ہے!	اور یہی وہ کام ہے جس کا ترقی نام ہے!
نئی ہی پستی نمایاں صورت سطح بلند!	اور پھر ساعت بہ ساعت ہوتی جاتی تھی آد	دیکھ کر یہ آخر اٹھا اک بزرگ دردمند!
	صرف یوں خدمات قومی میں کیا اوقات کو	دن کو دن سمجھنا اس لئے رات سمجھارات کو
کی علی گڑھ میں مفید وقت قائم درس گاہ!	اس سے بہتر اور ہو سکتی تھی کیا قومی رفاہ	تا اور مقصد پہنچنے کی تھی پیشا ہراہ!
	علم الہامی سے پہلا سبق انسان کا!	اور آخر بانیم رنگ حکم ہے قرآن کا!
آج سے آدھی صدی پہلے کا یہ احوال ہے	واقعات چند کی تفصیل بالا جمال ہے!	جس زمیں پر جشنِ جلی کی نمود اسال ہو!
	تھے ہمیں وہ جھوٹے محلوں کے دیکھ نہیں تھا	اب دکھاتا ہے وہاں محلوں کو وقتی انقلاب
جس زمین پر آسمان منزل کا ملتا ہے چنا!	کی گئی تھی چند کھیلوں سے اس کی ابتدا	پایا فیکر رسالے جلد بام ارتقا!
	فرش قابیں بچھ گیا اٹھی بساطِ پوریا!	پر گئی ہندوستان سے تباہ یورپ اس کی قوم
	ملک بھر میں ہے یہی سلم کا اک دارالعلوم	

حاکم و علوم میں مہتی اجنبیت جس قدر!	مٹ گئی کالج کے قائم ہوتے ہی وہ سرسبز
ملک رائی اور رعایا ہو گئے شہر و شکر	اور ہوئے راز سیاست ہی سے کیا ہم باخبر
جس قدر ذہنی، طبعی یا سیاسی ہیں علوم	
سب کی ترویج ایک اسی کالج نے کی جو بالعموم	
ملک میں سب تھے کوئی پرزور کوئی قیاض تھا	کوئی زاهد تھا، کوئی صوفی کوئی مترناض تھا
قوم کے دکھ درد سے ہر شخص کوئی غماض تھا	ایک سید تھا مگر جو وقت کا نباض تھا
پاگلی جس وقت جبہ سقم فکر مستقیم!	
پھر نہ تھا نباض کو مشکل مداوائے سقیم	
قوم کے امراض کی تشریح ہو کیا کیا رقم!	ہر رنگ و پے میں فساد خون نے پھیلا یا تھا سقم
عضو تھا ایسا نہ کوئی سرے لیکر تا قدم!	جس میں انزاکش نہ داغ تازہ کی تھی مہم
ہو گیا سید کی طبع نکتہ رس پر یہ عیاں	
جہل کے پردے میں سب امراض من نہیں	
ان کا دفتہ بجز تسلیم ممکن ہی نہ تھا!	ہر مرض ملک بھی تھا سمت سے مزین ہی تھا
فلکساری کون کر تا کوئی ضامن ہی نہ تھا!	حال ظاہر بھی تھا بہتر صاف باطن ہی نہ تھا
تھا مجرد علم اس جہل مرکب کا علاج	
روح پرورد جس کی تاثیریں نظر آتی ہیں آج	
عصر حاضر میں ترویج جس قدر ہیں علم و فن!	اجن سے ہیں آگاہ و واقف آج اکثر دوزن
ہوتے ہیں اذکار جن کے انجمن در انجمن!	ایک انہیں اس ابتداء کی یہ حقیقت من و عن
ہم مسلمانوں میں یہ احساس کب پیدا ہوا؟	
درہ منقوش سیرید صاحب پیدا ہوا	
صوبہ پنجاب ہو یا سرحد و بنگال ہو	میں ادا اس ہو سی پی ہو یا بھوپال ہو
ماوہ ہو راجپوتانہ ہو یا نیپال ہو	اور ان سب کے سوا جو ملک بھی فی الحال ہو
ہر جگہ ہر سمت ہر جانب علی گڑھ کا جہانم	
ہے ضیاء دنیا میں اس کی صورت ماہ تمام	
تھے مسلمان اس سے پہلے بھی مگر ایسے نہ تھے	راج الوقت ان کی جیبوں میں کھرے میوے نہ تھے

تبا یا جائے وہ کیے تھے اور کیسے نہ تھے	راج الوقت اُن کی جیبوں میں گھری پیسے نہ تھے
ہم دوزخ کے کچے سکوں کی طرح چلتے نہیں آکے جب تک وہ کسی نکسال میں ڈھلے نہیں	
علوم و دقت کی نکسال یہ دارالعلوم پھر یہ بھی خصوصیت ہے اس کی بالعموم	راج الوقت اس کے سکے ہیں گھری اکی رقوم مذہب اسلام کی جتنی اصولی ہیں رسوم
ان کی پابندی بھی حتی الوسع وضع و شام ہو بادۂ عرفاں سے لہر بزاینا ایک لک جام ہے	
قصہ کوتاہ دیکھتے ہیں آج جتنے کاروبار پار سال ہمال سے پہلے یہ تعمیری حصار	خدمت پنجاہ سالہ میں ہے ان سب کا شمار نام سے کالج کے محامض و امصار و دیار
حدو کہ میں قوم اپنی گو بہت کچھ مر مٹی لیکن آخر کر لیا کالج کو یونیورسٹی	
اس کی حالت پر عنایت کی نظر فرمائے بے تامل کئے بے خوف و خطر فرمائیے	ہے تعجب اب اگر کچھ درگزر فرمائے چپ نہ رہتے کچھ نہ کچھ اس عرض پر فرمائے
آپ کے دستِ کرم سے کچھ اگر مل جائے گا تو مگو نخل جتنا کا شمر مل جائے گا	
آپ سے عالی ارادہ آپ سے عالی دماغ کوہ و صحرا فیض جاری سے ہیں جگہ باغ باغ	ہیں انھیں نام آور ان قوم کے چشم و چراغ مستحق مرہم کے ہیں ہم دل نگاروں کے بھی داغ
سوز بہاں کے اثر سے مضطرب بیتاب ہیں داس ساحل میں رہ کر ماہی بے آب ہیں	
بانی کالج کا مشائے دلی معلوم ہے علم و نیلے جو قوم اس عہد میں محروم ہو	مختصر جن کا یہی مطلب یہی مفہوم ہے آج اگر موجود بھی ہے وہ تو کالمعدوم ہے
زندگی کا مقصد واحد ہے علم باعمل اس سے غافل ہے تو انسان ہو ذلیل و مبتذل	
اب زیادہ طول دینے کی ہمیں حاجت نہیں یہ ہو یونیورسٹی اسکول کی صورت نہیں	کون ہو اس بزم میں جو واقعہ حالت نہیں اور کالج کی طرح محدود حیثیت نہیں

اتمسکہ ہر علم و فن کا اس میں ہونا چاہئے!	
اپانوں پھیلا کر نہ غافل ہم کو سونا چاہئے!	
تکلی کے واسطے زر کی پچھا اور چاہئے	طالبان علم کے آرام کو گھر چاہئے
جمع یہ قطرے جہاں ہوں وہ سمندر چاہئے	مختصر یہ ہے کہ ایسا ہم کو یا اور چاہئے!
جس کے دل میں درد ہو جو قوم کا علم خوار ہو	
اور جس کی ناخدائی سے یہ سیڑیاں پار ہو	
اجتماع قوم سے کچھ نفع حاصل کیجئے	اس کو تفریحات و تفریق میں نہ شامل کیجئے
نقص جتنے رہ گئے ہوں ان کو کامل کیجئے	حق کو ثابت کیجئے باطل کو رائل کیجئے
اٹھنے لے کر جائزہ پنجاہ سالہ کام کا	
ہے یہی مقصد اس آغاز نیک انجام کا	
جناب ایوب احمد صاحب آثم قادری۔ بی اے ایل ایل بی (علیگ)	
وکیل ہائی کورٹ سابق مستند اعزازی انجمن ہذا سحران پور	
یہ خطہ وہ ہے جو ہندوستان میں سب سے احسن ہے	کہ ہر ہر ذرہ اس کا فخر علم و دانش فن ہے
نگلیں ہائے کمال و شوکت ملی کا معدن ہے	عجب کیا گرما ہر ہر جن مولوں نوازن ہے
علی گڑھ میرادل ہر میری جہاں ہر میرا تن میں ہے	
اسی کی خاک رشک صد شمع قہر و دشمن ہے	ایسی کی طرح میں رطب اللسان ہر برگ سون ہے
عدو کے بد نظر کے حق میں یہ دیوار آہن ہے	یہی تو طائر تسکین خاطر کا نشیمن ہے
یہی نور روح راہِ مسلم ہندھی کا مان ہے	
کسی میں بھی نہیں وہ۔ اسیں جو خوبی پر جو بن ہو	ہر اک شاخ اس چمن کی لالہ رخ ہو سر و گردن ہے
سہاگ افرد ہے جس کا روزِ مرقہ یہ وہ دامن ہے	پُر از گل ہائے صبر و برگ ترقی اس کا دامن ہے
انہیں ملنا خزاں کو بار جس میں یہ وہ گلشن ہے	
جو شوکت ہے کچھ اسکی۔ ہر جوانان علی گڑھ ہے	جو کچھ جنبش ہے اس کے تن میں ہر جان علی گڑھ ہے
اجالا اس میں ہر ماہ درخشان علی گڑھ سے	اسے زینت ہوئی ہے نہ ہالان علی گڑھ سے

وہ ارض منہجواک دشت بقی کل آج گلشن ہے	
یہ وہ ہے۔ سامنے جس کے نہ بحر سامری آئے	کہ جام جم بھی آگے لے کے بے بال دہری آئے
تصدق ہو وہ خود۔ گر شانِ عہد اکبری آئے	مقابل اس کے گر آئینہ اسکندری آئے
آودہ بھی ماند پڑ جائے کہ یہ سید کا دہن ہے	
بقا کیو محرم ہو اس کو۔ خدا خود اس کا ہر حامی	ہے خبر بارگ عالم میں اسکی بوسے خوش نامی
نہیں چھوڑی یہ قدرت نے اس کو فضلِ باری	نظر آتا ہے اسیں جلوہ توحید اسلامی
علی گڑھ فی الحقیقت خاکہ دادی امین کر	
گئے وہ دن مصیبت کی گھٹا جب سر پہ قہی چھائی	ہوئی اس درجہ رحمت۔ غم کے پریت ہو گئے رانی
نہیں فیضِ شہرِ مدو کو جان بخش یہ لائی	شب تار جالت نے ہر بیت آفرینش پائی
مبارک انور فتح علم کا اب روز روشن ہے	
اسی کے زور پر ہے اب بھی باقی غیرت قومی	اسی کی وجہ سے محلی ہے کچھ کچھ حسرت قومی
اسی کے بل پہ ہے قائم ابھی تاکِ ہمت قومی	اسی پر ہے مدارِ عروج و جاہ و سطوت قومی
ہوا یہ دن نصیب اس کو ہزاروں آفتیں پاکر	چڑھا پر داں اب یہ مدتوں سخت جگر کھا کر
ہے اب اقبال اس کی بارگاہِ عیش کا چاکر	تمنائیں نہ جب بھولی سمائیں اس برآم کر
تفس کو توڑ کر یوئے گل دل چاکہ اس ہے	
پئے تخریب اٹھا جب چرخِ ثانی کا قلم لرزا	جو دیکھی اس کی خوش بختی تو خود اس کو الم لرزا
نہ ایک لمحہ کو اسکی شانِ ایاں کا علم لرزا	نہ اس کا بادِ صد طوفان کے جھونکوں سے قدم لرزا
خدا کا فضل اس کے سر پر ایسا سایہ افکن ہے	
یہ صنوئے شہرِ مدو پائی ہے زیرِ فلک کس نے	وہ پردانہ اسی کا ہو گیا۔ کی اک نظر جس نے
اسی کے دم سے پائی روحِ جم جم بے حس نے	جسیں ارضِ ہندی کو لگائے چار چاند اس نے
کہ یہ محمود و فہیم و محسن دیکھ کا مدفن ہے	
پانا چاہتے تھے کچھ ہمارے قہر باں وہ سم	کہ ہم خود صفحہ ہستی سے مٹ جاتے کہاں کا غم
<p>۱۔ مراد بہر سید علیہ الرحمۃ۔ ۲۔ مراد بہر پچاس سالہ عمر جامعہ۔ ۳۔ مراد بہر سید محمود مرحوم۔ ۴۔ مراد بہر سید زین العابدین مرحوم۔ ۵۔ مراد بہر محسن الملک مرحوم۔ ۶۔ مراد بہر ایسے اصحاب جو کہ تعلیم انگریزی کو کفر تصور کرتے تھے۔ ۱۳</p>	

کبھی کا ہو لیا ہوتا ہمارا ہستہ میں ماتم	بنادیں جاسد کی گونہ پڑتی دیکھتے اب ہم
---	---------------------------------------

ہر دوست غیر کس پیارگی میں اپنی گردن ہے	مگر باقی ہے ابھی اس جگہ تیرا اثر آغم
ہو اگر سال ہشتہ میں تراب کے گذر آغم	پیشیم دوست گریہ نظم ہے نور نظر آغم

تو مثل نار دجہ انتہاب قلب دشمن ہے

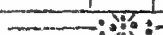
جناب محمد بشیر الدین صاحب افستراورنگ آبادی تلینڈ نواب فصیح الملک بہادر

دآغ مرحوم دہلوی

کسی کے جذب نے کھینچا دکن سے ہم کو بھی آخر	کماں بیچن اور ہم تھے کماں یہ لطف چن کر
علی گڑھ بن گیا ہے کیسے گل بوٹوں کا گلہ ستہ	حسد آساں کو یہ زمین اب رشاک گلشن ہے
ذخیرہ علم و فن کا ہے فراہم اس جگہ کیسا	علوم مغربی و مشرقی دونوں کا خرمن ہے
یہیں تو پھولتے پھلتے ہیں سارے نونہال اپنے	ترتازہ انھیں سے قوم کالمت کا گلشن ہے
مبارک ہو سلاذیہ چشمن جو ملی تم کو !!	گل مقصود سے ہر شخص کا بھر پور دامن ہے
نشانی ہے یہ سیدگی درو دیوارکتے ہیں	زیارت کیجئے چل کر اسی گوشہ میں مدفن ہو

جناب محمد اقبال خاں صاحب اقبال طالب علم علی گڑھی

ہماری رات دن یہ ہی دعا فریاد بیون ہو	خدا غارت کرے اس کو کہ جو کالج کا دشمن ہو
ہر اک لڑکا پہنتا ہے لباس لندن و طرکی!	عجب ہے شان کالج کی عجب اُن کی پوزیشن ہو
مقابل آئے جس کو ناز ہو علم دیاضی پر	پرسپل کا ہمارے اس میں ہر جان نام روشن ہو
کسی نے خوب یہ مصرع کہا ہے شک نہیں آئیں	علی گڑھ علم اور اخلاق اسلامی کا مخزن ہو
یہ فیشن تجھ کو جو مرغوب ہو ان چاند تاروں کا	اسی باعث تری عزت ہو تیرا نام روشن ہو



۱۱۳ء میں بعد فراغت تعلیم کالج چھوڑ چکا تھا اور اس کے بعد پہلی مرتبہ جو ملی کے مشاعرہ میں شریک ہوا اس کی طرٹ اشارہ ہے ۱۱۵ء اس مشاعرہ کفرول سے مراد ہے جو کہ اس مشاعرہ کے دوسرے دن ۱۱۶ء کو منعقد ہوا

جناب سید بشیر احمد صاحب بشیر

کلام حق کو جو مسلم سمجھتا اپنا لیسڈر ہوئے
نبی کے پوست آفس میں خدا کی ڈاک آتی ہو
دیڈ کیٹو دو فرشتہ روٹسٹریکی ہدی کے ہیں
بھلا بندوں کو کیا غم امت عاصی کو کیا خطرہ
صراحت حشر کے پل سے گزرنا اسکو کیا مشکل
بڑا جنت کا دن ہے وہاں پر روز محشر کے
خدا کی اور محمد کی کیٹی کا وہ نمبر ہو
نہ کیوں حیر دل ہر کارہ ہو جب قرآن کا لیسٹر ہو
برابر ان کے کب دنیا میں کوئی انیسٹر ہو
خدا سا امپر ہو جب محمد سا منسٹر ہو
شریعت روڈ پر جس کی چلی دنیا میں موٹر ہو
مدر ہو اور نہ قادر ہو برادر ہو نہ سسٹر ہو

خواب دوشینہ

جناب سید انیس اللہ بن احمد صاحب انیس رضوی امر و ہوی بی۔ اے آنرز
علیگ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ
ہندوؤں

ایک شب مجھ پر صبحت دوشینہ تھا
کچھ رہا تھا سامنے دور گزشتہ کا سان
پیش تھا آنکھوں کے منظر سرور می دربار کا
بڑھ رہا تھا چار سو جہنم میں متیں
اک طرف پہنچی تھیں گوئز غرونہ پر حدود
ہند اک گوشہ ہماری کشورستانی میں تھا
الغرض سارا جہاں جسے جلایا نے لگاؤ
میرادل تاریخ عسدرنتہ کا آئینہ تھا
آرہا تھا یاد مجھ کو وہ عرب کا آشیاں
دیکھتا تھا میں تماشا خلق کا ایتنا رکا
اور ملائک دے رہے تھے مزدہ فتح میں
اس طرف دریائے طارم تک کیا ہنر صبور
اور ادھر صحرائے اعظم اپنی نگرانی میں تھا
پرچم توحید چاروں سمت لہرائے لگاؤ

گشت حاکم بر ممالک کلک گو ہر زائے مانو
بود نگران دو عالم چشم شب پیائے مانو

ہند دوم

وزم سے پھر نرم کی جانب جود مل ہوئی | عمد ماضی کے خزانے علم کے حاصل ہوئی

دفن تھیں سب حکمتیں ایران اور یونان کی
 مٹ رہا تھا نام سقراط اور افلاطون کا
 تازہ پھر سکھ کی عہد کنون کی داستان
 یاد مسلم کو جو قول اطلب العلم آگیا
 زندگی عازی کی پھر تحصیل عرفان پر مٹی
 شرب و بنداد و غناطہ دمشق و قرطبہ
 خوشہ ہیں اس باغ کے محمود عالم بن گئے
 حجتہ الاسلام دینار، ابن رشد و بوہتریل
 یہ انھیں انہار علم و فضل سے سیراب تھے
 ان سے تاباں مذہب اسلام کا جلو ہوا
 جس کسی کو ان کے درد کی ناصیہ سائی ملی

تھی ریاضی دور تاریکی میں ہندوستان کی
 داغ تھا دنیا پہ اس کے فلسفہ کے خون کا
 پھر لگایا علم و حکمت کی کتابوں کا نشان
 وہ دل شوریدہ کو سر تا بہ پاگر مانگیا
 بن گئی ہر شہر میں ایک ایک یونیورسٹی
 جن سے ارکان خلافت اور حکم بن گئے
 جامی درومی و فارابی نظامی و طفیل
 یہ اسی روداد و عروج کا کچھ باب تھے
 بوسہ گاہ پادشاہان ان کا نقش پایا ہوا
 اس کو صد کشور کی گویا مسند آرائی ملی

مورما از فیض حکمت شد سلیمان زمین
 گشت یک طفلک ز ما ہمسرہ سلطان زمین

سند سوم

آسمان نے پھر جو رخ بدلا ستارے کے لئے
 ہیں ڈالارفتہ رفتہ گردش ایام نے
 آخرش انوار یزدان پرانہ حیرا چھا گیا
 کچھ گیا پھر سامنے دور جہالت کا سماں
 رہ گیا ازہر کا باقی ٹٹٹا ٹٹا چھرا رخ
 ماسوا سب نے چکا ایک قطرہ آب فنا
 کارواں بے راہ تھا پھر وادی و کسار میں
 قیں عام نجد کے خشک سے پھر بیگانہ تھا
 پڑ پڑی تھی ہر طرف اک یاس حسرت کی نظر
 ہو رہا تھا سردی محض سے سینہ پاش پاش

گردنے ساماں فراہم سب مٹانے کے لئے
 خوب گھس گھس کر مٹایا چرخ نیلی فام نے
 ہائے اس غم پرشید بے ہمتا پہ بادل آگیا
 کھو دیا سب کام آخر اپنی غفلت نے یہاں
 صفحہ تاریک پر جیسے کہ اک پر نور داغ
 رفتہ رفتہ سب نظام علم پرہم ہو گیا
 پھر خزاں کا دور تھا پھولے پھلے گلزار میں
 خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا
 ڈھونڈھتا تھا میں کہ کچھ تو اپنی مل جائے خبر
 آ رہی تھی ہر طرف سے یہ صدا کے دل خواہ

تجو ظلمت شوکت غناطہ و بنداد شد

حیث آں ایران تعلیم حکم بر باد شد

بند چہارم

دیکھتے کیا ہیں علی گڑھ کی فضا ہے سانسے
اور اک سو رکن گویا فضا پھیل ہوئی ہو
جن کی ہر ہر اینٹا ہے پیدا ہے شان ذوالجلال
وہ منازل جن سے ہوتا ہے نشان اور ہنگ نشان
محسن و مشتاق کی امید کا خاکہ ہے یہ
دوسری جانب تسمیر ہے سید کی روح
ہے علی گڑھ آج کل ملائے اخلاق و علوم
قاہرہ اور قرطیبہ کا آج ثانی ہے یہی
یاں سے پھر بر تو نکلن اسلام کا لمحہ ہوا
پھر دل دجاں کو مضرب کر گئی یاد شمیم با
پھر مسلمانوں کو وہ بھولا سبق یاد آگیا
جادوہ پیما پھر ہوا وہ کارواں بھٹکا ہوا
پھر انہیں عشاق علم و معرفت کا دودھ ہے
شد جان علم از فیض علیگیر آشکار

افتخار ہے جو دیکھا دیر نہ ناکام نے
آفتاب علم کی ہر سو دنیا پھیلی ہوئی
وہ عبادت گاہ باری وہ عظم الشان ہاں
وہ کتبہ گاہ لٹن، وہ بارگاہ اسماعاں
کوششوں کا سید مروج کی غرہ ہے یہ
ہے ادھر محو دعا حضرت کی روح پر فتوح
پر رہی ہے شرق سے تا غرب یہ دنیا میں مروج
پیشرب و فہاد کی واحد نشانی ہے یہی
اس سے پھر جاری فیوض علم کا چشمہ ہوا
پھر نظر آئی مسلمانوں کو صبرا و استقامت
پھر دی علمی شہرا رہ قلب کو ترپا گیا
مل گیا مسلم کو گنج بے ہیا لکھو یا ہوا
بھکی دادی میں پھر جوش جنوں کا طور
مزدہ اسے زندان فن مطلق عشق صہبار

خیزیں جوش بہاران و لولہ انگیز شد
باز مینا کے شراب معرفت بسر شد

(اس نظم پر انعام دیا گیا)

جناب قاضی جلال الدین صاحب جلال - ایف - آر - جی - ایس - (لندن)

لیکچرر مسلم ہسٹری و سٹاریکل جیاگرافی و صدر انجمن ہند

الہی کیا یہ نقاشیں تخیل کی ہے کلکاری
حقیقت کو تو تم پر علی ہے حکم برداری

خدا یا عالم روپا ہے یہ حال بیداری
تصور پر مگر تصدیق کا عالم ہوا طاری

	یہ اکرام خداوندی ہے فیض کبریائی ہے کہ جن جو ملی میں مجتمع ساری خدائی ہے	
ہے شکر ایزد باری تعالیٰ شانہ پیہم سرد روشادمانی کا نہ کیوں پھر پیہم ہو عالم	کہ اس تقریب عالی کو بنایا رشک جن جنم طے اور باب بہمت چار دانگ ہند کے باہم	
	گلستانِ علی گڑھ میں بہارِ سہ خزاں آئی بکھرا اندر نے انداز سے باغ و شاں آئی	
مبارک پیہ اسلام کو یہ جشن جو ملی ہو مبارک اپنے خاص و عام کو یہ جشن جو ملی ہو	مسلمانوں کے کل اقوام کو یہ جشن جو ملی ہو مبارک ملت اسلام کو یہ جشن جو ملی ہو	
	نہیں جو ملی یہ ہے مشیرِ اذہ بندی ری امت کی ہم بکھرے ہوں میں کرتی ہے بکھری ملت کی	
زہے تقدیر ہم بچا ہ سالہ جو ملی دیکھیں کتاب فتح باب عزت و حرمت کہلی دیکھیں	عروج قوم مسلم کے لئے قسمت ملی دیکھیں خوشا قسمت یہ اعمال کی سختی دھلی دیکھیں	
	یہی بیشاک ہیں اسبابِ منزلِ رحمت باری یدِ انشرفوق ایدہم سے واقف قوم ہوساری	
اسی جا کی تھیں سید نے شمعیں علم کی روشن یہی در علم والوں کا ہے لہلاتا ہوا گلشن	اسی گھر کو بنایا ہند کا پھولوں بھرا دارا من یہی تعلیم کا حامی یہی طالب کا ما من	
	اسی جاسٹس میں بڑی بنیاد کالج کی یہی حسابِ مطب دروہ جالت کے علاج کی	
علی گڑھ نے لیا بندش میں اجزا پر نیاں کو فرام کر کے علم دفن کے جھلسا ساز و سامان کو	مبدل گلستان میں کر دیا یکسر بیاباں کو بنایا ہند میں حاس اُس نے ہر مسلمان کو	
	یہی اک مرکزِ تعلیم و احیائے اغوت ہے یہی سرچشمہ سیرانی نگارِ ملت ہے	
علی گڑھ میں رہا کچھ دن سیاسیات کا مرکز علی گڑھ ہی رہا ہے جملہ تحریکات کا مرکز	علی گڑھ بھی رہا صرف ایک تعلیمات کا مرکز تعلیمات کا مرکز تشفیات کا مرکز	
	یہ مرکزِ عقابِ بلا تفریق اپنی جتنے فرقتے تھے	

	ہر ذوق دور گردا گرد اسی نقطہ کے پھرتے تھے	
چمک اٹھنے کا غچوں میں ہوا اک لولہ پیدا ہر اک کشتی لے بیڑے کی کیا اک ناخدا پیدا		لیم صبح مغرب لے کیا پھر حوصلہ پیدا ہو یا میں باغ گھر گھر ہو گیا یہ سلسلہ پیدا
	شامیں مہنے سنگیں لگیں نہ خورشید درخشاں ہو بہ چھوٹا پائے مشکل پر پر کار گرداں سے	
گہر آ میں بلبلیں شیراز سے مسقط سے پڑھاسی بڑا ہجو دست لکھیں کپ و نیٹال اور ملایا سی		گل گلزار کالج کی ہمک پر ساری دنیا سے نہ آئے خوشہ چین صرف پنجاب درو آہ سی
	علی گڑھ قوم کی کوشش سے ہر مشرق کا غنا ط علی گڑھ علم کے بھوکوں کے بے شیراں داتا	
برادر ہیں توام کالج میں ہر دو شیعہ و سنی کہ اک کیاری میں ہوتا پنج سلامت سیب کشمیری		یہاں شیر و شکر ہیں مالوی و ہندی و سندھی بناس باغ کی یوں بانی مرحوم نے ڈالی
	عرانی کا بی و کاٹھیا داری رہیں یک جا ہے سلم و رستی و نیائے اسلامی کا اک خاکہ	
ملاباری کو بنگالی سے ہے تھیں کا دعویٰ بلوچی کو عرب سے اجنبیت کا نہ کچھ خطرہ		بہاری ہم سبق ہے حیدر آبادی و جادی کا مغل کو مولے سے ہم کلائی کا نہیں کھٹکا
	بٹیری چانگامی سب اسی منزل میں رہتے ہیں علی گڑھ میں نہیں یہ سب ہمارے دل میں تھیں	
یہی اک جامعہ لمجاو ماو اے غرباں ہو یہاں تدریس دنیاوی یہاں تعلیم ایماں ہو		یہی یونیورسٹی اک تربیت گاہ مسلمان ہے علی گڑھ نسبت اسی سے اب بھی جزو طفلان ہو
	کہیں ہے درس تفسیر اور کہیں تجوید قرآنی جدید حکمت کے کھیلے ہیں کئی جا رازینہائی	
ہوئی وحدت سے کثرت پڑ گیا انجام خطر و بین ہوئیں وہ کشمیاں زبرد زبر جو ضم بقیض بٹیری میں		کھلے کالج بنی یونیورسٹیاں صوبہ صوبے میں پھنسے اسلام کے رہبر ہم گیری کے بچو میں
	مگر مسلم نہ بھولا منیع قیضائی کو اپنے کو نہ کالج سے ہٹایا لمحہ بھر بھی دھیان کو اپنے	

مضائے ہند میں جذبہ کے رو بہ کئے روڑائی	جمودیت مٹا کر جس ملی کئے پھیلائی
سکوت عام کے ہر خوشی کئے توڑ دائی	ضرورت میں مدد کی عادت کئے ڈولائی
علی گڑھ ہی تو اک شیرازہ ملت کا بندہ بن ہے	علی گڑھ علم اور اخلاق اسلامی کا محزن ہے
کریں ہر کام ہر صوبہ میں کھولیں مدرک اپنے	کریں دور اختلافی اور مٹاتے ٹمٹے اپنے
سیاست اور حرفت میں قدم کھیں پھنسا اپنے	ہر اک صوبہ کرے حل آپ ہی خود مسئلے اپنے
اکھڑا اپنے مرکز سے ہے محشر کا بیابان	قیامت نام ہے تاروں کا مرکز سے جدا ہونا
سائے مند پر طلبہ یہاں کے مثل اختر ہیں	یہاں کے ساختہ پر داختہ لیڈ ہیں رہبر ہیں
حکومت شریک حکام اعلیٰ کے وہ ہمسر ہیں	کلکڑ ہیں وہ جج ہیں جنٹ ہیں کونسل کے ہمسر ہیں
منظام مملکت میں کچھ انھیں لوگوں کا حصہ ہے	وگر نہ عزت دنیا کا انسان ہے قصہ ہے
علی گڑھ اولڈ باگز کیسے خود دار و مذہب ہیں	سلیقہ مند ہیں خوش خو ہیں خوش خلق و مودب ہیں
برہاٹن مومن صادق بظاہر گرچہ صاحب ہیں	فدائے دیں و ملت جیسے پہلوتھے وہی اب ہیں
نہ فرقہ بندی کی الجھن نہ تفریق مذاہب ہے	نہ ذاتیات کی پردانہ نفیس معائب ہے
صبح صادق	
جناب خواجہ دل محمد صاحب ایم اے	
اے سلم اے جان و قاف	اے صاحب صدق و صفاء
اے عاشق خیر الوراء	اے قبلہ اہل ہدائ
رہتا ہے کیوں اتنا حزین	
دل گیریاں ابھی نہیں	
نظرت کا تو مقصود ہے	یہ بے دلی بے سود ہے

تیرا خدا موجود ہے	لا تقنطوا پر رکھ یقین
۱۔ اے وارثِ دنیا دریں	
۲	
یہ ذوقِ خواری تاب کے	غفلتِ شعاری تاب کے
یہ اشکباری تاب کے	یہ لالہ کاری تاب کے
یہ حسرتوں کا بھڑکنا بن بن کے صورت ٹوٹنا	
اے قاصدِ اُمید آ	بن کر ہلالِ عید آ
اے حاملِ توحید آ	کیا یاد آ آبِ تجھ کو نہیں
دہ تیری صبحِ عنبریں	
۳	
اسلام کا ہونا عیاں	حقا صبح صادق کا سماں
وہ نور کا تختِ رواں	اگر نوں کارنگیں کا رداں
ایک کیف پر سنا ہوا سینوں کو گرانا ہوا	
عرفاں کا نور اس میں عیاں	وجداں کا نور اس میں عیاں
اباں کا نور اس میں عیاں	عالم ہوا روشن جیوں
جاگ اٹھے سب اہلِ زمین	
۴	
نورِ سحر کی صنوبری یہ	موجِ صفائیِ روہنی یہ
شیخِ ہدائی کو ہستی یہ	تہیدِ دورِ نو ہستی یہ
عالم کو سہرا اس نے کیا سینوں میں گھر اُس نے کیا	
جادو تھا یہ چلتا ہوا	یا نور تھا ڈھلتا ہوا
لوگوں کے دل جھٹکتا ہوا	ہسپا نیہ سے تابہ جیوں

سارا جہان دیر نہیں	
۵	
عرفاں کی وہ چھوٹی کرن	باطل پہ لوٹو ٹوٹی کرن
دامن کو آ کے بھر گئی	پل میں سنہرا کر گئی
لعل و گہر برسا گئی	
ذردن کو بھی چمکا گئی	
وہ حق کی باطل سوزیاں	کرتوں کی وہ زرد دیزیاں
حکمت کی جاں افزودیاں	نخا قلب مسلم بالیقین
رشک جمالی حور عین	
۶	
کعبہ سے اک آ کی گھٹا	چاروں طرف چھائی گھٹا
رحمت برستی آگئی	آنکھوں میں مستی آگئی
زندوں میں ہستی آگئی	حکمت پرستی آگئی
سینوں کی سیرابی ہوئی	دینوں کی شادابی ہوئی
کینوں کی نایابی ہوئی	باطل ہو افسردہ زیں
روشن ہوا دینِ حسین	
۷	
وہ ابرعقاں آگیا	گلشنِ بد اماں آگیا
نحتِ سلیمان آگیا	جینے کا سماں آگیا
عجے چٹک کر کھل گئے	
بھولوں کو موتی مل گئے	
باطل کو بربادی ملی	نمنوں کو آزادی ملی
جنگل کو آبادی ملی	گلیاں اشیاں ہونے لگیں
ہر گل سے طپکا آٹھیں	
۸	

دیں سب کو بھاتا آگیا جلوئے دکھاتا آگیا کوثر پلاتا آگیا جسم اڑاتا آگیا باطل کو ڈھاتا آگیا	جی کو بھاتا آگیا دل میں سماتا آگیا سمت دلاتا آگیا دھو میں بھاتا آگیا رخس شہامت زیریں
حیراں ہوئے اہل زہد	
۹	
ادنے کو اعلیٰ کر دیا ذرتے کو صحر اکر دیا	بندے کو آقا کر دیا قطرے کو دریا کر دیا
کانپ اٹھے کسری کے محل سطوت میں جب آیا خلل	
رومی وزنگی کانپ اٹھے سارے فرنگی کانپ اٹھے	مردان جنگی کانپ اٹھے ٹکڑے ہوئے حصین حصین
ادشاہ خاکسرنشیں	
۱۰	
کچھ خاکساروں کو لیا ہسپانیہ زیر نگین ہندوستان زیر نگین کشور کشائی ہاتھ میں لا انتھائی ہاتھ میں	پھر تاجدار اُن کو کیا رومانیہ زیر نگین سارا جہاں زیر نگین ساری خدائی ہاتھ میں بن باسی ادھر اکریں
ہونے لگے مندنیں	
۱۱	
دہ صبح صادق اب کہاں اگلے زمانے ہو چکے خیریں ترانے ہو چکے	ہے اور ہی اب تو سماں نقصے پُرانے ہو چکے رنگیں فسانے ہو چکے

اب ہیں کہاں گلو شیاں ؟	عشرت کی فرشتا نوشیاں
سوتی ہیں اب خاموشیاں	اس بارغ میں کچھ بھی نہیں
پورپ تھا جس کا خوشہ چہیں	
وہ مرد غازی اب کہاں	جو شش مجازی اب کہاں
اگلے مناری اب کہاں	سینا و رازی اب کہاں
جو عشق تجھ میں عام تھا :	
اسلام جس کا نام تھا :	
اب تیرے سینے میں نہیں	کے مدینے میں نہیں
کچھ لطف جینے میں نہیں	اے فاتحِ روماد چیں
جھکتی ہے کیوں تیری جبیں	
جوشِ اخوت کیا ہوا	کیفِ محبت کیا ہوا :
زورِ حمیت کیا ہوا	ذوقِ مودت کیا ہوا :
مخبری کہیں صوفی کہیں	
ردی کہیں کوئی کہیں	
اپس کی کھینچا تانیاں	گراہیاں نادانیاں
بھگنیر کی قلعیاں	ٹوٹا ترا حبلِ المستیں
تجھ کے سبھی ڈرتے ہیں	
وہ شوقِ روحانی ترے	وہ ذوقِ پنهانی ترے
وہ شغلِ نورانی ترے	جلے شبنانی ترے
وہ رنگ پہلے کیا ہوے	
اور رنگ پہلے کیا ہوے	
ایراں میں ہے ماتمِ بپا	افناں ہے آنکھیں مل رہا
موصل میں ہے شور و عشا	ہے شام کی غم میں جبیں
سوئے ہیں ہندی نادیں	
سوئے سے آخرتِ کبرہ	روئے سے آخرتِ کبرہ

ہونا تھا جو کچھ ہو گیا :	کھونا تھا جو کچھ کھو گیا :
وہ رات کالی ہو چکی ہزم خبالی ہو چکی	
اٹھ کر خدا کا نام لے گرستے ہو دوں کو تھام لے	ہمت سے مسلم کام لے نظرت ہے تیری آتشیں
تبدیل کر یہ زندگی :	بنجائے دُردِ نہ نشیں :
مقصد میں ہو تا بندگی :	یہ زندگی یہ شہرِ مندگی اور عزم میں پابندگی
دل میں کلیسیا شوق ہو جی میں خلیلی ذوق ہو	
باز دین زورِ حیدری ہر حال میں جانِ پروری	ہاتوں میں لطفِ دلبری بن رحمتہ للعالمین
یہ دین کے شہیدانی سبھی وحدت کے مستانے ہیں یہ کیوں تجھ سے بیگانے ہیں یہ لے تار جان ان کو پُر د رشتہ محبت کا نہ کھو :	اسے قومِ ختم المرسلین
نام ان کا اور دل کا لگیں	آپس میں ہیں بھائی سبھی رحمت کے پروانے ہیں یہ تسبیح کے دانے ہیں یہ دل سے لگا جو ہو سو ہو دردان کا اور جانِ حمزہ
اٹھ مانگ اب حق سے دعا لے خاکساروں کی خبر ان بے قراروں کی خبر رحمت کو ارزانی سے قلبِ مسلمانی سے	اسے خالقِ ارض و سما آفت کے ماروں کی خبر ان سو گواروں کی خبر ہمت کو آسانی سے دے ذوقِ ایمان و یقین
اسے روحِ بخشِ مآدِ طین	

ان کو عطا دہ سینہ ہو	جو نور کا آئینہ ہو
وہ روح جو جان تاب ہو	وہ ہوش جو بے خواب ہو
وہ جوش جو سیما ب ہو	وہ عشق جو بے تاب ہو
وہ کیفیت جو مد ہوش ہو	وہ خندہ جو گل پوش ہو
وہ گم یہ جو خاموش ہو	وہ جاں کہ ہو تیری رہیں
وہ دل تو ہو بس میں میں	
سینوں میں ہوں تابانیاں	ہوں شوق میں طعنائیاں
دے عزم کو جولا نیاں	تابندہ کر پیشانیاں
تو ایک ہے یہ ایک ہوں	
یہ تیرے بندے نیک ہوں	
پھر نور سینوں کو ملے	برکت پسینوں کو ملے
رواق جببیزوں کو ملے	ایاک دے نشتعین
اے مالک جان آفریں	
تاب - جناب شہت علی خان نساکن ہند گڑھ ریاضیالہ - مادہ تاریخ - تقیہ حیدر بھٹو	
ب خوش ہوے مزاج خوشی کی ہو چلی	سید کے باغ جہد کی مسکی کلی کلی
۱۹۸۲ء	۱۳۴۲ھ
جن بہتون سے کام تو کرتی رہی اہم	اے قوم آج وہ تری ہمت بھلی لگی
۱۹۸۲ء	۱۳۴۲ھ
سید کا فیض عام ہی ہر گھر میں جلوہ گر	ہاں ہے تو یوں بجا یہ کہیں گے خدا لگی
۱۹۸۵ء	۱۳۴۲ھ
عزنا طہ دوسرا یہ علی گڑھ ہی ہند کا	یہ باغ علم کا جو ہوا ہے گلی گلی
۱۹۸۳ء	۱۳۴۲ھ

بھوپال اور دکن تیرے دونوں میں موجود ۱۳۲۷ھ	داتا ہے ایک عام تو ہے دوسرا سخی ۱۹۲۵ھ
اے ثاب اور بھی ہیں بہت سے مد پسند ۱۳۲۷ھ	بخشش عطا کی جنگی بہت دھوم مچا ۱۹۲۵ھ

جاری رہے یہ فیض کا چشمہ گرہاں بہا

۱۹۸۲ھ

تاریخ یادگار ہے یہ جشن کی لکھی

۱۹۲۵ھ

ذبیحہ جناب سید محمد امین رضوی وکیل پھیراموی۔ رباعی

علی گڑھ در سگاہ اعظم ہر علم دہر فن ہے علی گڑھ بہترین تہذیب انسانی کا سنگین ہے	علی گڑھ خوشبختی عقل و انانی کا خزن ہے علی گڑھ لابدی احکام قرآنی کا مامن ہے
--	---

علی گڑھ علم اور اخلاق اسلامی کا خزن ہے

ہیں کم ناگنی کا اپنی گو مطلق نہیں خطرہ مگر علمی منزل دم بدم کہتا ہے یہ اپنا	یہ درخشہ انبیا کا ہے جو ہکوانوں پر چھا کہ رخصت ہو رہا ہے دین بھی اب اپنے دنیا
--	--

یہ دنیا اس کی چوٹی اور یہ دیں اس کا دھن ہے

ہی دیکھا تھا خواب اس سید فردوس منزل نے کیا جو کچھ تھا امکان میں اس پر حوائل نے	میں تڑپا دیا تھا بے حس قوم غافل نے کہ لاکھوں کر دیے ذی علم اسکی سعی کامل نے
---	--

مگر کل مگر سہ سہیوں کو کافی یہ نہ خزن ہے

عموما وہ جو ہیں مفلس خصوصاً وہ جو ہیں بیکس وہ اسلامی مکاتب کل جواس صوبہ میں ہیں افس	تمام اس نعرہ عظیم سے ہمیں کیونکہ ہیں بے مس علی گڑھ کو گو گورنمنٹ انکو دیدے اختیار افس
--	--

ہیں احسان یہ بالاسے آسمان ملک احسن ہے

پے سال سخی (حق) اس مصرع سے کم کر دو پے فصلی سن ہجری سے کم کر دو گیارہ کو	پے ہجری لکھ حروف سے تم (اولیٰ اثر) لے لو وہ مصرع پھر ذبیحہ زار سے سن لو اگر چاہو
---	---

علی گڑھ علم اور اخلاق اسلامی تحریک

۲۰۹۳ سے ۱۶۸ خارج کیے

۲۰۹۳ سے ۱۹۲۵ عیسوی ۷۲۹ خارج کیے

۱۳۲۲ سے ۱۳۲۳ ہجری ۱۱ خارج کیے
۱۳۳۳ فصلی

سیماب - جناب شیخ عاشق حسین صاحب دارالاکبر آبادی

ہجوم عام ہے اور حسن معنی بے محابہ ہے
جہاں آج آسمانِ نعت کی بنیاد و نیاں ہیں
چمکے ہوئے ہیں وہ دُرس جو کہتے تھے کہ میں نہیں
طلوعِ لالہ دیکھ رہے ہیں زمینِ مشرق و شمس سے
وہ عالم جو دعا کے ساتھ طوفاںِ خیر نکلا تھا
جودِ صاحب میں جس نے کردی زندگی پیدا
فصائے دل نشین جلوہ نمائے طورِ نبوی ہی
وہاں دہانیاں تھیں دیکھنے والوں کے دیکھا ہی
وہ عالم خواب کا تھا بیداری کی دنیا ہے
جہاں رنگِ ذروں کی رنگوں سے پھوٹ نکلا ہی
دقارِ موجِ گنگا آبرو سے رو دہنا ہے
علی گڑھ کی فصائے روح میں اب تک وہ زندہ ہے

ذریعہ ہر نفسِ صدیقت میرزا سبحان ما
مشیر و سید سالار و میر کاروان ما

ترقی کی ہوائیں چلی ہی ہیں ہزمِ فانی میں
جنہیں تعمیرِ قومیت میں آنا ہے فنا ہونا
سفاہت کی وہ عالمگیر خود داری و خود رانی
لفظِ آنا وہ منظر میں آگِ آشوب کا عالم
وہ سب غلط شب پروردہ اجل و تافہل تھیں
بھلائے کسلِ باطنیات وہ حال پیدا کر
پر پھلے عطرِ باقی مزاجِ زندگانی میں
دارج کچھ انھیں ملتے ہیں عمرِ عبادانی میں
جہالت کی وہ دارد گیر سعیِ خونِ نشانی میں
ابھر آنا وہ شخصیِ قوتوں کا حکمرانی میں
اگر اب آپ کی ہی صبحِ جوشِ صوفیانی میں
کہ مستقبل ہے تیرا جلوہ گریزِ جوانی میں

<p>برنگ آفتاب پرده ہا گرد میں شو جو قطرہ بگڑا ز سلاخ شوری و جیوں شو</p>	
<p>جسے کہتے ہیں غفلت تیری شان بے نیازی ہو ہوا اب تک لرز جاتے ہیں تجھے تودہ غازی ہو ابھی تیرے خیل میں کمال فخر رازی ہو وہ کوئی اور ہے جو ذمہ دار کار سازی ہو خیال تنہا ہے تھکے کہ ہر وقفہ مجازی ہو کہ دنیا دست بنکر ماکل غربت نوازی ہو</p>	<p>دھلے اہل عالم کو کہ تو اصل حجازی ہو ابھی تک ادیبوں میں باز گشت بانگ ہے باقی حلال شہریاری ہو ابھی تیرے بجل میں عل ہے فرض تیرا پھر مال کا رچہ کچھ ہو ٹھہر بھی راہ جد و جد میں لیکن کمر بستہ مٹا کر زحمت و دامانگی پھر مستعد ہو جا</p>
<p>اوریں ہنگامہ می آید عدلے محفلے دیگر پس اس منزل سخت است نہاں منے دیگر</p>	
<p>برنگ سبز پھر صحن بیاباں پر عیاں ہو جا غبار کا دریاں گیتنگ ہے گا کارواں ہو جا زمیں گرد و گردت جب اُٹھے آسماں ہو جا جب اُنکے سامنے آئے سراپا دستاں ہو جا چھپا لے راز اپنا ہو سکے تو راز داں ہو جا سرویش غیب کی آواز آئی شا دماں ہو جا تو یہ پردانہ لے اور منور نکھٹ داں ہو جا</p>	<p>رہ جہد و طلب کی منزلوں میں راگیاں ہو جا جو اس خمسہ کو لے ساتھ میرقا فدا خود بن ثبوت احساس کو دے اپنی نظرت کی بلندی کا نگاہ اہل عالم خود ترے جذبات کو پڑھ لے خوشی و مسامتہ دونوں بہتر ہیں مکمل سے یہ ہیں آداب منزل جسے شاید تو نہ تھا واقف علی گڑھ منزل مقصود کا دنیا ہے پردانہ</p>
<p>دنیا از متع عالم افزوہ حسن خیل لدا خدا خود میر سامانست ارباب توکل لدا</p>	
<p>شکست عزم ملت کو محال ستواری ہے دل مجبور کو پھر ہمت خود اختیاری ہے ہو لے باغ عالم کو مذاق سازگاری ہے فلک جیسی زمیں ہو وہ عروج خاکساری ہے پھر اپنے موقع کو زحمت قسمت بنگاری ہے زہر برگشت صدرے شہر درج الامین آید</p>	<p>اتنی جذب کا ہمدہ کو ذوق بقراری ہے عمل کی لغزش رفتار کو بجلی عطا فرما بہت کمزور ہے نشو و نما جسم تو میت مٹا نا ہے تو پہونچا کر مشاعرش ترقی پر نظام قوم مسلم کو بدل ہے حد ممکن تک دگر در گلشن ملت بہار ادلیں آید</p>

شمس۔ جناب محمد ابراہیم صاحب سلم درجہ دوازدہم انٹر میڈیٹ کالج علیگڑھ	
وہ مصیبت کو لگی جب علم کا چرچا نہ تھا	تھا تو انگریزی کا سہم دخل بھی گویا نہ تھا
ہو گا یہ انجام آخر دھیان بھی اسکا نہ تھا	غیر پڑھائیں گے آگے یہ کبھی سوچا نہ تھا
لیکن اک سید کی عالی ہمتی کے فیض سے	
قوم میں تعلیم انگریزی کے چرچے ہوئے	
خاص لوگوں کے یہ مجمع اور یہ دربار عام	ہو سکتا اسکول یونیورسٹی کالج تمام
یہ بڑا پندار یہ جلسے یہ اس کا انتظام	یہ عظیم الشان کیمپ ایسی نصاب انصرام
کوئی دیکھنے غور سے یا واقعی پوچھے اگر	
سے یہ سر سید کی محنت اور زہدیت کا ثمر	
کشتی سید کو ساحل پر لگانا چاہیے	اس بھنور سے جس طرح بھی ہو کپانا چاہیے
ایسے ہی وقتوں میں قوت آزمانا چاہیے	تیر خود موقوف بہ پونچے کا نشانہ چاہیے
جب کا طالب دل تو وہ دن بھی خدا دکھلائیگا	
مار لو دہ باقہ ساحل بھی نظر آجائے گا	
پھر مسلمانوں کو پہلی ہی سی وقت ہونے جائے	سوئے ہی سوئے کہیں صبح قیامت ہونے جائے
قوم پھر کہتا ہوں تو غرق تجالبت ہونے جائے	پھر بتوں کا طہری جائے عبادت ہونے جائے
بادیاں کو کھول دلی طرح لہراتا چلے	
قوم کا بڑا خدا کی شان دکھلاتا چلے	
اے مسلمانو تم آپہیں بڑھاؤ اتحاد	ہر گھڑی آپہیں تم اپنے بڑھاؤ اتحاد
نفرۃ اللہ اکبر میں بناؤ اتحاد	روز و شب بچوں کو بھی اپنے سکھاؤ اتحاد
فائدہ دے گا جو وہ کچھ جو اس ہو جائیگا	
اتحادی رستے کا جا دو مریزاں ہو جائیگا	
اے مسلمانو اٹھو بیدار ہو بیدار ہو	لوگ کہتے ہیں تن آسانی کے تم بیمار ہو
سب سے سلام کی ہے پی کے یوں سرشار ہو	قلب دشمن کے لیے چلتی ہوئی تلوار ہو
اتھک کھڑے ہو مل کے یوں اسلام خود دینے لگے	

	اگر مایسا تو کر دلوں کہ لو دینے لگے	
دو جگہ دست دلیں ٹکڑ جو کہ میں باقی فضول	نکڑ کیا سمجھاؤں خرد رکھتے ہوں حسن قبول	صفیہ دل پر لکھو اخلاص سے نام رسول
نکڑ ایسی چاہیے جس سے کہ ہو مطلب حصول	دھوکہ نہ دھنے سے دیکھ لینا راستہ لمبا سیرگاہ	
راستہ سیدھا ہی سچا ہی کہیں سرکٹ نہ جائے	کشتی عمر رواں کو نا خدا مل جائے لنگا	عرض بھر کر تا ہوں میں یہ اتحادی رک نہ جائے
یہ الوالعزیٰ یہ خود داری یہ بہت گھٹانہ جائے	مٹس کیا کہنے ہیں کیا ہی خوب یہ لکھی ہو نظم	سر مہی گرتن سے جدا ہو پر تھاری بڑ نہ جائے
	سُن کے دشمن بھی یہی کہتے ہیں کیا اچھی ہو نظم	
عاشق جناب ابوالمسعود صاحب عاشق ذبیحی دہلوی		
جہنیش لب کو گواہ ہمیش دل کر دے	عذبہ شوق مرا خضر مر اصل کر دے	حب قومی میں اتنی مجھے کامل کر دے
قوم مسلم یہ فدا ہونے کے قابل کر دے	بادہ درس ترقی کا میں اک جو ش بنوں	
	قوم خوابیدہ غفلت کے لیے ہوش بنوں	
یاد ایا م کہ بہتر تھا زمانہ تیرا	ساری دنیا کی زبان پر تھا ترانہ تیرا	قوم مسلم میں سناتا ہوں فسانہ تیرا
تیرے ہاتھوں میں تھیں ہر علم کی تعمیر دش	حسن احوال کا شہر تھا ترا چال حسین	خوبیوں میں تھا ہر اک فرد یگانہ تیرا
ظلمت بشر کو عالم سے مٹایا تو نے	خواب غفلت سے زمانہ کو جگا یا تو نے	تو س تو حید خدائی میں بجایا تو نے
حق کا پیغام جو بجزت سنایا تو نے	بادہ حق و عدل تھے جو مد ہوش کیا	حن کا پیغام جو بجزت سنایا تو نے
	انہماک غم باطل کو ذرا موش کیا	
صدق صدقین تھا فاروق کی صولت تجھ میں		ایک نہ وہ تھا کہ تھی حق کی خلافت تجھ میں

علم عثمانی کا معیار کی شجاعت تھے میں	نہی غرض سارے زمانے کی لیاقت تھے میں
کوئی ہمسریاں دنیا میں نہ پھیرا تیرا	بام افلاک یہ اڑتا تھا پھر پرا تیرا
تجھ میں تھی خالد جانا زکی ہمت کے قوم	تجھ میں تھی عام حراج کی شوکت کے قوم
تجھ میں تھی بدروز سلاں کی کرم کے قوم	تجھ میں تھی دین محمد کی حمایت اسے قوم
سردو عالم کا ترسے سارے بھگتا تھا	تیری قسمت پہ فرشتوں کو بھی شک لگتا تھا
ہاے اپنے نے یہ کیا رنگ بکھایا لے قوم	خاک میں عزت فری کو ملایا اسے قوم
اس قدر آب کو پستی میں گرایا لے قوم	تجھ میں منہ ہے ہر اک دنیا پر پایا لے قوم
تو نے احکام کو احکام نے چھوڑا تجھ کو	تو نے اسلام کو اسلام نے چھوڑا تجھ کو
تھک گئے آہ ترا شانہ ہلانے واسے	پھینکے دے دیکے جگاتے ہیں جگاتے واسے
بڑھ گئے تجھ سے ترے ساتھ کے جانو واسے	دو ٹپکے اب تری تقدیر کو آنے واسے
کس لیے سر سے لے قوم تو کا ہل کیوں ہو	ابنی مستقبل تاریکے غافل کیوں ہو
کاہلی تھک براقبال بنائے افسوس	ابنی حالت پہ تو دنیا کو ہنسائے افسوس
بیویاں تجھے پستی میں گرے افسوس	دیکھ کر غیر دنگو غیرت بھی نہ افسوس
اپنی ذلت کا تجھے کچھ بھی تو احساس نہیں	تو ہی عزت کا تجھے ہارے ذرا پاس نہیں
علم کے سایہ سے لے قوم سے نفرت تھک	انہیں بھائی کبھی ذلیل کی صحبت تھک
کارگر ہوئی نہیں وعظ و نصیحت تھک	کر کے برباد رہی یہ جہالت تھک
ترے احساس کو کیوں مار گیا ہے فاج	اٹھ کر تعلیم کو تیار ہے قومی کالج
وقت باقی ہے ابھی خواب سے بیدار تو ہو	بس بہت سوچے اٹھ تو سہی ہشیار تو ہو
عقیدہ تفسیر کی خان سے طلبگار تو ہو	اپنے کر دار سے نادم تو ہو بیزار تو ہو

اگو میں رحمت حق آگے اٹھا لیگی تھے اسی بھی اس ذلت و خواری سے بچا لیگی تھے	
پھر وہی تو ہو وہی شوکت و عظمت تیری پھر وہی تو ہو وہی عزت و حرمت تیری	پھر وہی تو ہو وہی جاہ و جلالت تیری پھر وہی تو ہو وہی مشرق و مغرب یہ حکومت تیری
بارش فضل لکرم صبح و سنا ہو بجھ رہا اسیادہاں محبوب حسدا ہو بجھ رہا	
اسے خدائے دو جہاں نعمت گنہگار ہیں ہم جو سزا ہو کھوٹے اُسکے سزا دار ہیں ہم	تیرے باطن میں بد اعمال ریاکار ہیں ہم پر ترے بندہ ہیں خرمندہ ہیں ناچار ہیں ہم
تیری رحمت کے سوا اور فقہ کا کیا ہے بخشش و بخشش مالک تجھے پروا کیا ہے	
پاچکے کیسے نہ کہ دارا کی تو بہ ہوئے جینے سے بیزار الہی تو بہ	اور اب ہو کونہ کہ غدار الہی تو بہ تو بہ کرتے ہیں گنہگار الہی تو بہ
لبتی ہے تیرے محبوب کی امت تجھ سے پھر طلب کرتے ہیں تھوئی ہوئی عزت تجھ سے	
یا رسول عربی صاحب لولاک لہما یا محب الفقراء حاجی ہر شاہ و گدا	یا شہنشاہِ رسل محرم و حنی یوحی یا انیس الغریبا دافع ہر رنج و بلا
ابو ہو چشمِ عنایت کہ پریشاں ہیں ہم کیسے حق سے شفاعت کہ پریشاں ہیں ہم	
المدد المدد کے تاج شفاعت دے دے المدد المدد اے راحت و رحمت دے دے	المدد المدد اے مہر نبوت دے دے المدد المدد اے لطف عنایت دے دے
ہیں تھکے ہی کہ ہیں کھیلے ہم مولا اب تو نہ سنہا لو کہ عیے ہم مولا	
المدد المدد کے سید و سلطان حجاز جوشش پر بھر گئے اور ہوا ہی نا ساز	المدد المدد اے بادشاہِ بندہ نواز دُوب جاتے نہ کہیں کی امت کا جواز
نا خدا بننے خدا کے لیے آؤ مولا	

اتو گرداب جہالت سے بچاؤ مولا	وقت امداد ہے محبوب خدا سن لیجیے ما تھ پھیلائے کھڑے ہیں فقر اسن لیجیے یا نبی عاشق مصطر کی دعا سن لیجیے مصنطرب ہیں درد و ات کے گدا سن لیجیے
عزب سے پائے وہ امداد علیکدھ کا کج ما قیامت رہے آبا د علیکدھ کا کج	

شاعر از جناب الشعر آفا شاعر قزلباش دھلوے پنے پنے

خبر بھی ہے اسے قوم اندک کسب اٹھا درد قومی سے سید سادہ ہر	صدی نصف گزری ہی یہ تجھ پہ کیونکر بنایا یہ کالج علی گڑھ میں ۷۶ کمر
اُسی نے ہمیں سیدھا راستہ بتایا پڑے سو رہے تھے جھنجھوڑا - جنگا یا	
عجب فائدہ سیز تھا انٹروالا مصیبت کو کھویا بلاؤں کو ٹالا	پڑے وقت پر دوتوں کو سنبھالا ہیاں عزم یا بجزم کا طور ڈالا
اخوت کا دم جبکے بھرنے لگے ہم اک اپنی مرد آپ کمرے سے لگے ہم	
اُسی نے بھمایا سچائی پہ مرنا خدا کے سوا دوسرے سے نہ ڈرنا	ہدی کے عوض غیر کو پسار کرنا ارادے پہ اک اک قدم جگے دھرتا
درد کا کھول کر کے پلٹنا پنے بتایا ہمیں گول کر کے پلٹنا پنے	
یہ تھا اصل میں اس بہشتی کا منشا سمجھ لے اسے قوم کا بچہ بچہ	زمانے کی جو دوڑ ہے تماشاشا نہ رہ جائے پیچھے کوئی فرد اس کا
مسلمان کا مل ہوں علم و ہنر میں ٹایاں طریقے سے ہوں ملک بھر میں	
اسی دھن میں سب اپنی ہستی مٹا دی	جو پوچھی تھی سب خالصہ وہ لگا دی

ہوا جو ہوا قومیت کو حبلادی	دہ خود مشکلیا بات اپنی بستادی
ہزاروں ہیں سسید کے احسان ہمپر	کر اس مرنے دے نے دی جان ہمپر
دہ سودل کا اک دل تھا کلج کا بانی	پیا سوں کو جس نے پلایا ہے پانی
ہراک قوم پر اُس نے کی مہربانی	کسی سے سچا ہی کبھی آنا کا نی
اسی خاک میں ہے وہ جو ہر ہمارا	ہیں سو رہا ہے وہ لیڈر ہمارا
یونیورسٹی پسلی ہندوستان کی	ہی ہے جو کرتی ہے خدمت جہاں کی
ہیں قید کوئی زمین و مکان کی	سچ آتی ہے خلقت یہاں کی دہاں کی
یہ افریقہ و چین دیا پان تانکے	علی گڑھ کا سرچشمہ ایران تانکے
جو طلب آتے ہیں روئے زمین سے	حیالات ہوئے ہیں اُنکے نرے
وہ اخلاق و عادات میں بھی الگ تھے	یہاں ملنے جلنے سے سانچے میں ڈھلکے
جدھر بھی ہیں جوشِ اخوت لیے ہیں	جہاں بھی ہیں اسلامی شوکت لیے ہیں
یہاں سے نکلتے ہیں جو پاس ہو کر	ہے تعداد سب در سکا ہونے سے بڑھ کر
وہ اطوار میں بھی جہاں بھر سے بہتر	گو رہنمائی کو بھی بھر دے ہے اُپر
انہیں منزلتِ چشمِ اہل نظر میں	معزز ہیں وہ ہر طرف ملک بھر میں
ہیں کی ہے اک بزمِ الفرض یعنی	جو نادار لوگوں کو سے قرض دیتی
مدد دی ہے جس نے لکھو کھا روپے کی	بہت اعلیٰ تعلیم صد ہائے پانی
دعا دار انکا قائم ہے سچے رہے ہیں	دعا میں وہ کلج کو اب دے رہے ہیں
یہاں حفظِ صحت کے اتنے ہیں شعبے	کہ ممنون ہیں جنکے بچے سے بوڑھے
بہت طرح کے کھیل دروش میں ڈوبے	سواری کے گھر پیرنے کے طریقے

اہر اک فن میں کامل بناتے ہیں اُن کو اک استاد کامل سکھاتے ہیں اُن کو	
عرض اسے تعلیم کا سب سے پہلا جہاں ایک مرکز پر اسے داد دے	یہی ایک سرچشمہ ہے وہ بھی اپنا دکھاتے ہیں قومی اخوت کا جلوہ
اسی میں تو محفوظ دھن قوم کا ہے یہ پنجاہ سالہ چین قوم کا ہے	
بزرگوں نے تعمیر اسکی اٹھ کر پتہ ہے یہ چشم بدردہ ادج منظر	کیا ہے اسے آسمان کے برابر نظر پڑتی ہے اہل عالم کی جس پر
یہ گلشن چین در چین کر گئے وہ اسے خون سے سینہ کر گئے وہ	
شجر انکی محنت نے جو تھے لگائے حمیت یہ ہے ددر تم تک جو آئے	ذرا سوچ لو اُنکے پھل کھائے تھاری بھی اولاد خالی نہ جائے
جو کل جا ہیے اپنی معراج تم کو ضرورت ہے ایثار کی آج تم کو	
دیران قوم اسکی اب مالی حالت عارات کی آپڑی ہے ضرورت	تھاری ہی ہمت کی ملتی ہے صورت مگر بات ہی کیا دکھاؤ جو ہمت
ہو شیر دل کے تم شیر جو پٹ جیسے اُٹھائے ہیں پرست کو اللہ والے	
سنائے یہ شاعری نے پُر درد اچھر مگر تم نہ دو کون دیگا پھر آ کر	کہ تم بھی نہیں ہو کچھ ایسے تو رنگ تھیں تو ہو اس قومی کشتی کے ننگ
دیے کی بجلی تے گھر تک ہے کہ یہ جوت فردے محشر تک ہے	

عطاء از جناب عطاء محمد صاحب بدایونی وکیل تلمس

مسلمانوں جہالت کے سبب فلاس بھیا یا ہے
عزا جانے و مانگو نہیں تھکے کیا سما یا ہے
تمہاری ہر مزاجی تے تمہیں نیچا دکھایا ہے
اسی انداز کے خلق سے تنگ اپنا پرایا ہے

جہالت اور بے ہماری ہم اپنی نظر ڈالو
ذرا مشر ماؤد لیں و گر گیا لو نہیں سر ڈالو

اگر بے برہ علم و خلق سے کوئی بشر ہوگا
تہا قوم اور ملت سے نیچا اسکا سر ہوگا
زمانے میں وہ کیونکر مفتخر اور مقتدر ہوگا
ذلیل و خوار ہوگا یا تھک خالی و دربر ہوگا

ٹھکانا دین میں ہوگا نہ دنیا میں کر ہوگی
اسیر غم رہے گا اور نصیب سے بسر ہوگی

ہمارے رہبر ان سابق تھے مظہر رحمت
سرا پا خلق تھے اور علم کی پانی تھی وہ دولت
انھیں تھی حکمت سے الفت تحمل و اخل خصلت
سین لیتا تھا علم و خلق کا ہر صاحب غیرت

نسی کا دل دکھاتا باعث نفرت سمجھتے تھے
غریبوں کی سونگنی دل ہی طاعت سمجھتے تھے

بتائیں نام کس کا ہم بتائیں کس کا افسانہ
بنایا جسکے خلق پاک نے ہم سب کو دیوانہ
ہمارے سامنے ہی حضرت سید کا شانہ
ہوا ہے اس نے مانے میں نہ کوئی ایسا فرزانہ

یہاں ہی جہاد و روح وہ حبیب جو ہے سید کا
ریاض قوم کی نشوونما صدق ہے سید کا

بنائی در سگاہ علم کس نے صرف سید نے
دکھائی حکمرانہ علم کس نے صرف سید نے
ایک بار نور ماہ علم کس نے صرف سید نے
ایک نام سب کو شاہ علم کس نے صرف سید نے

تمہاری قوم میں پھیلی ہوئی ایسی جہالت تھی
اگر امداد سر سید نہ فرماتے قیامت تھی

بنایا قوم کا دارالعلوم ایسا علی گڑھ میں
کیا اخلاق کا حارہ عجب دیا علی گڑھ میں
ہوا خورشید چرخ علم کا جلوہ علی گڑھ میں
ہوئی سیراب آ کر قوم سر تا پا علی گڑھ میں

وہی اک ذات سید قوم مسلم کی سیما تھی

اسی قوم اسکی ذات سے دہشتہ کیا گیا تھی	
علیگٹھ کیا ہی علم اور خلق اسلامی کا گلشن ہے	علیگٹھ علم اور اخلاق اسلامی کا مخزن ہے
علیگٹھ میں فنون و علم کا موجودہ درجہ ہے	علیگٹھ میں علم کی نام کی تنویر روشن ہے
علی مشکل کشا کے مرتبہ روشن ہیں ظہر میں	
محمد میں مدینہ علم کے مولا علی در ہیں	
ہر اک مذہب میں ملت میں کوئی فن کوئی جوہر ہے	مگر دنیا کے اسلامی کا علم و خلق زیور ہے
خدا کی معرفت کا نور روشن علم داں پر ہے	جسے منزل یہ حاصل ہم دو بالا اسکا اختر ہے
دو عالم میں ضیاء علم نبی کی جلوہ فرم ہے	
تمامی خلق میں خلق محمد رونق افزا ہے	
اسی سے دین در دنیا میں عزت خوب ملتی ہے	اسی سے چرخ اعزازی بہ نعت خوب ملتی ہے
اسی کے در سے نادار و نکودست خوب ملتی ہے	امیر و ملک اسی سے شان شوکت خوب ملتی ہے
غریبوں کیسوں کا علم ہی لباس کھوتا ہے	
توکل کا چین اخلاق سے سرسبز ہوتا ہے	
تجارت میں ترقی علم اور اخلاق سے آئی	عجب تاثیر علم و خلق نے اللہ سے پائی
کبھی برق حوادث سے نہیں جلتا ہی یہ حرم	
ہمارے حناں ہی علم اور اخلاق کا گلشن	
خدا ان میں ہی جلوہ علم کا اور خلق کی رونق	علم ہے علم ملک دین کا اور خلق ہے برق
کھلی ہے بات ان دعاؤں کی اک رہ نہیں غلق	تمامی اہل خلق اور علم داں بشکر ہیں مطلق
جو اہل خلق ہیں انکی رماہ قدر کرتا ہے	
خدا انی ابھر میں دم عالم کا ہر انسان بھرتا ہے	
یہی علم و عمل اخلاق کا نام آتا ہے دنیا میں	اسوٹی ہے ہی ایمان کی دنی واسطے میں
یہ مہر و ماہ رونق بخش ہوئے تھے عجب نہیں	اسکی حشر تک انکی ضیاء قلب مصداق ہیں
قد مہوسی نبی کی انکے باعث حشر میں ہوئی	
گناہوں کی معافی انکے باعث حشر میں ہوئی	

انہیں کے دم سے ہوگی دور سیکاری لا چاری ملا کر تاپے علم و خلق سے اعزاز و باری	قیامت تک ہیکادور علم و خلق کا جاری انہیں سے خلق میں جو تاج حاصل تاج سزاری
انہیں کے نام کا سکھہ رواں ہو سکے عالم میں قیامت تک نہیں یارب دونوں جلوہ گر نہیں	
تھائے سلسلے ہوں سترنگوں ہر ملک کے خود سبق لے خلق کا تم سے تاجی خلق خود آ کر	خدا تو فیتے سکور ہو تم علم کے یاد تھائے علم اور اخلاق کی تویر ہو گھر گھر
تھائے ر علم کما اختر زلمے میں منور ہو تھارا خلق روشن صورت تصویر غادر ہو	
نہ چھوڑ دیاک علم و خلق دم بھر اپنے قبضہ سے تھائے دم سے قدرت علم اور اخلاق کی جلگے	بنو نصر المقتل دنیا میں اخلاق حمیدہ کے دہیں اس رسگاہ علم میں اخلاق کے جلوے
تھائے خلق کی رونق تھائے علم کا جلوہ رہے روشن تاجی خلق میں ہم شکل آئینہ	
تھائے قبضہ قدرت میں فی آنکی سزاری تھائے سلسلے ہو سترنگوں تری و تاتاری	زمانہ میں جو راج علم و فن یا ہے ہر جاری تھائے خلق کا سلسلے جہانیں زن ہو جاری
عرب میں نام ہو ایران میں شہرہ تھارا ہو صنیا انگلینڈ میں ہو روم میں جلوہ تھارا ہو	
اسی کے عدل و انصاف کی جلوہ نمائی ہے کہ دنیا میں نظریہ شکل ہبودی کی آئی ہے	ہماری ملک میں برطانیہ کی بادشاہی ہے ضرورت علم انگریزی کی لوں دیں سمائی ہے
بغیر علم انگریزی ترقی ہو نہیں سکتی فلاں کسے بغیر اسکے رہائی ہو نہیں سکتی	
جو تم پابند احکام شریعت اسے برادر ہو تمامی مذہب ملت میں ہم بالا ہو برتر ہو	تمہاری حق نمائی حق پرستی ہی منور ہو جلوہ راہ حقیقت پر قدم ہر گونہ باہر ہو
تھائے دین کو انشہ نے اکمل بنایا ہے پیمر کو تھائے خلق سے افضل بنایا ہے	
بتایا نیک و بد شکو دکھایا سب کھرا کھوٹا	عطا اب کیا کہے کتنا تھا کچھ اسکو کہ گزرا

خدا کے فضل سے تم ہو فہیم و عاقل و دانا | نتیجہ تم سمجھتے ہو بُرائی کا بھلائی کا :

عطا کا مشورہ ہمدردی اسلام جاؤ تم
تھیں ہے اختیار عام مانو یا نہ مانو تم

میں۔ از جنات سر احسن صاحبِ دینی ارشدی بدایونی

بنایا جسکو سر سیرے جنت یہ وہ دنیا ہے
جو سر سید نے جب سمجھا تھا وہ ملک اب سمجھتا ہے
کیا وہ نکسچہ تیار جس میں دین و دنیا ہے
اسی تعلیم نے اطلاق پر لڑ کو نکلے ڈالا ہے
ہر اک بچے کو یورپ کا تمدن بھی سکھاتا ہے
نماز اور مذہبی تعلیم کو بھی فرض رکھتا ہے
خود اپنی پوری سی بھی پوشنا خانہ بھی بنا ہے
جو اس میں آگیا وہ اسکو اپنا گھر سمجھتا ہے
عرب۔ ایران۔ ترکی چین۔ افریقہ میں پہنچا ہے
ہو گنجائش جہان تک قرض بھی پڑھنے کو ملتا ہے
ریاضی فلسفہ جغرافیہ بھی اس میں رکھا ہے
ادب ہو شہری ہو علم حیوانات ہو لڑا ہے
علوم اقتصاد دی و نباتاتی کا چرچا ہے
قواعد کھیل گھوڑے کی سواری بھی مہیا ہے
انگریزوں کو چلانے کیلئے داموں کا توڑا ہے
انگریزوں کا مثل ہیں انہیں اب مثل ملزارا ہے
مگر گنتے ہیں وہ اور اُسے گنتا کام چلتا ہے
یہاں سے فاصلے پر شہر میں رہنا گوارا ہے
بہت امنوس ہے اسکا مگر چپ ہیں کہ بس کیا ہے
برقت آج تک یہ کام خیموں سے چلایا ہے

علی گڑھ کی حرفی دیکھ کر ہر شخص کہتا ہے
برا اچھا سمجھتے سب ہیں لیکن فرق اتنا ہے
ملاک مشرقی تعلیم کو تعلیم مغرب میں :
اگر شاہی سنگی سچائی غوی خوشنمائی کا
ہے انگلش ہوس بھی اس میں جو پورے غوی پر
دہاں کی تربیت انگلش ہے لیکن ساتھ ہی کے
خود اپنا تار گھر بھی خود اپنا ڈاکخانہ بھی
ہر اک صوبے کے طالب علم ہیں ہر ایک مذہب کے
گندو کر فیض عالمگیر ہندوستان سے اسکا
رعایت نہیں کی بھی جو وظیفہ بھی اعانت بھی
یہاں کے کورس میں ہر فارسی عربی بھی اردو بھی
ہے علم الکیمیا علم طبعیات اور انگلش بھی
زبان سنسکرت اس میں ہر اسلامی علوم اس میں
کلب اس میں ہر سونگ ہاتھ اس میں ہر اسل اس میں
یہ سب باتیں تو یونیورسٹی میں ہیں علی گڑھ کی
سرسبز بخش ہے تعداد بیشک طالب علموں کی
ہیں یونیورسٹی کے متصل جنگلے گرا یہ بہر
برستے ایسے طالب علم ہیں جنکو بہ محبوبی
جگہ بھر بھی نہیں ملتی تو صمد ہا لوٹ جاتے ہیں
غلا وہ ہاسٹل کے کم ہے تعلیمی عمارت بھی

عزت بن رہی ہو اب جو اسکول اور کالج کی
کلب جو یونین ہر وہ بھی ناکافی ہی جلسہ کو
مذہب موزیم کو ہر نہ کالج کو ٹریننگ کے
توازی ہے اب صنعت و حرفت بھی ہوائیں
وظائف ہوں تو رابطے جائیں ہر دینی ممالک میں
وظائف ہوں تو یونیورسٹی میں مقرر ہوں
یہی اسکیم ہے اب دو کروڑ اسکا ہے تخمینہ
ضرورت پھر فورسز بن جائے لاکھ سالہ کی ہوگی
بظاہر یہ رقم جنگ کو بڑی معلوم ہوتی ہے
یہ تعداد اور ان میں یہ رقم پھر ضرورت پر
یہ کالج اور یونیورسٹی جس نے بنائی ہو
ہو امرم سرسید کی ہمت سے وجود اس کا
بس اب دوا دیو یونیورسٹی کی آیت سن لی
یہ وہ بخشش ہے اپنی قوم کو جو زندگی بخشے
خدا کے واسطے فرمائیے رحم اپنے بچوں پر

یہ مسجد دور ہے اس سے نئی مسجد بنانا ہے
نیدرلینڈ ملک سلیٹ ہال و شفا خانہ بھی چھوٹا ہی
نہ کچھ اسکا ٹھکانا ہی نہ کچھ اسکا ٹھکانا ہے
مگر دایوں بغیر اسکی تمنا کیا تمنا ہے
جہاں کی سرزمین ہو وقت علم و فن کی دنیا ہے
وہ موقع آئے تحقیقات علمی جس کا منشا ہے
رقم یہ نقد مل جائے تو بس پھر بول بالا ہے
یہ اطمینان ہو جائے تو بیشک بار بڑا ہے
وہ یہ سوچیں مسلمان بھی تعداد آجکل تکیا ہے
کہ سپر حقیقت مختصر جینا ہمارا ہے
وہ قوم اسے مصارت کو نہ بھیلا اگ چننا ہی
ترقی و بقا کی آپ لوگوں سے منا ہے
حمایت کو اٹھے دست کرم اہل بیت کا ہی
اسے دینا نہ سمجھیں آپ عزت مول لینا ہی
خدا کی واسطے دیدہ بچے جو کچھ بھی دینا ہے

پس یہ کیا بنائے آپ اتنا خود سمجھتے ہیں
علی گڑھ ہی میں علم اور فطرت اسلامی کا چرچا ہو

رباعی از جناب گرامی ضا

در مسج ازل زینت ہستم کردی
در حبذا عقل و عشق ہستم کردی
در پیوندی عشق نہ ہو ششم بردی
در مستی عقل خود پر ہستم بردی

تاریخ - از جناب مولوی سید سجاد صلا لا ابالی ایچی ہمد مولوی فی اسکول امروہو

<p>کہوں بہ ادج فرخی مسلم یونیورسٹی چہ سور بزم خسروئی مسلم یونیورسٹی عیاں فرسکندہی مسلم یونیورسٹی رواج نوروہی مسلم یونیورسٹی ہر صرندو کو کبی مسلم یونیورسٹی ہلال چرخ اختری مسلم یونیورسٹی تعال قوم من بزی مسلم یونیورسٹی</p>	<p>چہ جشن جو ملی کرد و جہاں پر انبساط ہست نشاط جشن جم بگو بہار صد ارم بگو بہیں ظہور عقل و ہنگ دین طراز رنگ رنگ چہ قاسم علوم شد، چہ حاتم عموم شد ہلال ہلال یکشعبہ بچشم خقد ناخستہ کلید گنج علم ہست نورچ این طلسم ہست کوشن ہاں کجوان و تن پے کمال علم و فن</p>
---	--

<p>۱۳۳ھ</p>	<p>بہ سال انقار آن بگفت لا ابالی جان بہلے جشن جو ملی مسلم یونیورسٹی ۱۳۳ھ</p>	<p>۱۳۳ھ</p>
-------------	--	-------------

دیگ مصحح تاریخ { دہ جشن جو ملی، بہ مسلم یونیورسٹی ۱۳۳ھ

میر - از جناب شہار الملک سید احمدی جمیری

<p>عطا کی علم نے جو دستیں کالج کے میدان کو مہری آنکھیں نے کوئی دیکھ لے اس پوشناں کو نظام الملک آصف جاہ عثمان علیخان کو جھلا اردو سے کیا نسبت ہے انگریزی مسلمان کو بڑی وقعت ہے آنکھوں پر بٹھا یا اپنے حماں کو ضروری جانتا ہوں سب سے میں تعلیم سواں کو میں جب جانوں ملا دو تم مسلمان سے مسلمان کو اندھیرے میں نظر آتی نہیں کچھ چیز انساں کو</p>	<p>ملیں بیکٹ ایسی فرحتیں صحن گلستان کو مہرب دل سے کوئی سن لے نہائے اسکی عظمت کے دعا میں لے رہا ہوں دیکھ کر عثمان منبر منزل نظر آئیں نہ کیونکر جو ملی میں پور ڈانگلش کے بڑی عزت بطحانی پھول نے شبنم کے قطرہ کی مجھے نہ نظر ہے طبقہ نسواں کی بہبودی ملاوٹا کوئی آساں نہیں ہندو مسلمان کا جوانی کو سمجھنا چاہیے اک دور تار سبکی</p>
--	---

اُسے ملت کا سودا اور یہ مذہب ہے بیگانہ
گلستان جہانیں اب بیاض صبح کھلتی ہے
ہٹاتی ہے مجھے رفتار مغرب اہ مشرق سے
یہی لوگے بیٹے کام کے اک دز لکھ پڑھ کر
یہی قطبے فز دل تو جانگے اک زور باست
نہ چھوڑینگے نہ چھوڑینگے کچھ کی ہمدی
بڑے خد متلاز ملک و ملت سے خداستغنی

مسلمان کہیں ہندو کو یا ہندو مسلمان کو
کتاب مشبہ بیٹے اپنے ادراک پریشاں کو
لیے جاتی ہے پیر سے راستے سیدھے مسلمان کو
یہی لوگے بڑی آباد دینگے نوع انساں کو
یہی ذرے اڑا لیں گے اک ن بیاں کو
نہ بھولینگے نہ بھولینگے کبھی سید کے حساں کو
دقار الملک کو محمد کو محمدی علیغاں کو

میری بیجا رگی کا تہیہ اک عالم میں نامم ہے
میری حالت بہ خون و نا پڑا ہر زخم خداں

از جناب کے لچ شیر صاحب (علیک)

مستی دوشینہ را برد از سرم رنج خار
یادہ گلگوں کہ یاد از فروغ مهر عقل
تا کشم در یاد سر سید کہ از شیش شدت
سید اسادات سید احمد والا نسب
آیت رحمت برائے قوم از آیات حق
مکرز اشفاق و خلعت مصد رطفت و کرم
یاورش شد اندرینے سمیع اللہ و نیز
چوں دقار الملک و راجہ جیکشن مہدی علی
سید نیشاپوری یعنی محمد با حسن
ہم نذیر احمد ازین خیل ست کرتے شد فزوں
بست چارواہہ پنجم بود رس ہفتاد و پنج
تا ہنداش سنک بنیاد آسمان عز و جاہ
یازدہ طلاب ہفت استاد بودندا ولا
خرچ یک ہفتصد و پنجاہ بودش آن زمان

لسے سپر بہ خیز و جام بادہ گلگوں بیا
طبع کامل در سبوت مغز ز ند بخت کار
طرح اس دارالعلوم روع پرور استوار
دستگیر بیکان حق شناس روزگار
در جہان در دولت رحمت پروردگار
طبع احسان را رفت معدن علم و دقار
حالی مرحوم و دیگر چند یا رنگار
ہم چراغ الدین و زین العابدین نامدار
بعد نشان آید بفرزند خودش اندر شمار
در جہان عقل دانش علم و فن را اعتبار
بعد ہزردہ صدر ز رفیع عیسیٰ گردوں سوار
دایرے مملکت لارڈ لٹن والا تبار
کو وجود شان نمود در سگ شد آشکار
کاں گذشت امروز در اندازہ از چندین ہزار

بارگشتند خوشترین ساعت که در دست طریقت
 بود حسن نیت سید رفیق حلال ادا
 تا در آن می بینم اید و طالبان علم را
 فیض تعلیمش که باشد عام بهر مسلمان
 از نواح مسقط و ایران و هم ارض بلوچ
 بهره های خویش بردند و برند از علم و فضل
 طالبان علم کینک فیض می یابند را
 شش لک هفتاد و پنج ستانج مانش زلوت
 و سعتش در دامن خود پس قصور و کشتن
 سیونیک بایش بطول و عرض خود جلوه دهند
 چنانچه او بیکم لار و یکم و یکم و یکم
 نیست منتفی در خلل آن بر ملکهای خویش صفت
 خاصه از طرف حکومت خاصه از سوی نظام
 دیره از نواب و الاثان شهر رام پور
 هم نمیدارند از دام و درم جزئی و ریغ
 با از اکناف عالم اکثر از باب هم
 بختیار انیک از تعلیم می خط یافتند
 لیک زان جمعی که دار و در همه هندوستان
 هست محفوظ علی سید حسن حسرت ظفر
 عبد رحمان سید سجاد حیدر هم شعیب
 فرد عصر خویش در سپورک زانگشته اند
 حضرت نواب نام هم در حمید الله خان
 یارب این نیکو اساس علم و فن از خوشتر
 زنده دل جمعی که بخندش نشاط زندگی
 رحمت خود از کرم فقرست بر آن ناله شان

این جاس فرخی آثار و اصل افتخار
 اندرین مقصد مگر بالضررت پروردگار
 خیل خیل و جوق جوق و صف نصف بسته قطار
 محض بریندی نشر ادا می ندارد انحصار
 و زسواد اعظم از رفیق و انان دریا
 زید تعلیمش پنج خاص جمعی بی شمار
 میرسد اعدادشان تا پنج صد بر دو هزار
 صرف یکسال تمام خود بفضل کردگار
 میلها تا میلها دارد قطار اندر قطار
 دارد اندر طول و عرضش انتظار و اشتها
 دلی محمود آید دست در کن باوقار
 میرسد بل و همه ملکش غنایم بی شمار
 خاصه از عبور پال داد و یکم کیمیا مدار
 که درین سلک عطا پاشی ملت و رشا هوادار
 غیر این فرمانروایان دیگر از باب و تار
 میفرمایند از قدوم خود مدامش اعتبار
 جلایشان را که توانند کس که کرد در شمار
 از و نور علم و فن بابی مثالی افتخار
 آفتاب حرمضیاء الدین و سیکو نامدار
 مالک هند و دیگر آن فرید زودگار
 شفقت و عید اسلام و بوندی عالی تبار
 در عجم این کو اکب هست مهر زنگار
 با همه دیار و دار خویش ماند برقرار
 بر خورند از عمر و بخت خویشتن لیل و نهار
 چشمتا دارند بر شش از قود و کج مزمار

باشدش مسعود این پنجاه ساله جوبلی | کامیابش در از هر لطف خود بالاخص

بار مقررین اجابت این دعا باراکه
از مشیر نظم پرور نائب تحصیلدار

دیکر

وہ عالی منزلت رکھتا ہے اپنے میاں کالج
مبارک تہیوں شان کالج کی بڑھادی ہی
گوارا کی سفر کی رحمت آئے ملکوں ملکوں سے
انہیں پنجاه سالہ جوبلی بیا د کالج کی
خدا اس سید احمد دردمند قوم کو سبکھے
مسلمانانِ تھے اس احسان کو بھولے یہ بھولے
دم اسکا بند رہتا ہے تو کیا جائے تعجب ہے
جہانکے طالبانِ علم کا مجمع یہ کہتا ہے
سنا تھا حال غنا طے کی علمی درسگاہوں کا
چھبے کیا کوئی نظر دلین آنکھوں میں کبھی کیونکر
جو چھو گیا وہ شے ہی حذر بقنا طیس ہے جس میں
دعا ہے یہ مشیر اپنی کردار افر دں ترقی سے
اکسی ملک میں ہو جسے نام اسلام کا روشن
پڑے تو فین و عمر و دولت اسکے سر پرستی
دعا تارکچ میں لب دل مخاطب ہے کالج کی

خوشی سے جا میں چھو لا سماتا ہی کہاں کالج
وہ ہمدرد اپنے رکھتا ہی وہ اپنی قدرداں کالج
دکھاتا ہی یہ اپنی کامیابی کا سماں کالج
دلائل کا دلونکچ یا د اُنکی جاوداں کالج
سے جب تک کہ علیگڑھ اور اسکے درمیان کالج
کہ غالب ہند ہی اور ہندی روح رواں کالج
کہ ہی وسعت میں اپنی عرصہ ملک جہاں کالج
اگر تعبیر اُن خوابوں کی ہی کوئی تو ماں کالج
کہ رنگ پنا جائے ہی میاں کالج دہاں کالج
تو ہمان کالج کہیں ہو کر کیز باں کالج
سے قائم ہمیشہ کے خدے اس دجاں کالج
کرے تیار ایسے ایسے قابل فوجاں کالج
سے امداد سے انکی الہی ویرماں کالج
تری بالا ہوشاں ہی نامور قوم نشان کالج

۶۵ ۶۹

مذاق شاعری لطف سخن کا یہ نقائص تھا

جو یو نیورسٹی کی جا ہوا در زبان کالج

منظور۔ از جناب محمد منظور احمد صاحب یونی سنیر وکیل عدالت دہلی

قوم کو یارب مبارک ہو یہ جشن جو ملی
پھر انھیں آنکھوں سے دیکھے قوم روز افزون ہمارے
تائیتا مست دور دورہ اس جماعت کا رہے
آج آئے ہیں ضیاء الدین عالی وقار نہ
آپ کے اوصاف اور الطاف ہیں بی عیاں
آپ ہیں اک سنج روشن محفل امجد کے
قابل تحسین ہے جشن جو ملی کا انتظام
خیمہ و خرگاہ برپائے ہزاروں حاجبا
ہر جگہ خدام حاضر ہمانوں کے سلیے
اور ہول ہمانوں کے لیے تھے حاجبا
موسم سرما میں بگرم کا تھا انتظام
اے خدا سید سراج الدین مصنف کے لیے
انکے باعث جو ملی میں اپنی بھی شرکت ہوتی

پھر ہی آئے زمانہ پھر ہو قومی یار ملی
لطف باری سے رہی شاد آب یونیورسٹی
روز دہنی ہو ترقی روز دہنی تازہ کی
جنگلی ذات پاک سے قائم ہو قومی روشنی
آپ کے القاب سے واقف ہے ہر شیخ و مہدی
آج ہو قومی فلک پر آپ ہی کی روشنی
راحت آرام بجا اور زحمت کی کمی نہ
نیز صرف میہمانان حقین ملہ راہیں سبھی
اور ہر در پر ہر اک لحظہ سواری تھی کھڑی
خوش مزہ خوش خلق اللہ کھانوں کو کھاتے تھے سبھی
آپ کے حسن لیاقت کی بڑی شہرت ہوئی
کر عطا ہر درخشاں سے زیادہ روشنی
اور دیکھا ایسا منظر جو نہ دیکھا تھا کبھی

یہ دعا منظور کی مقبول ہو رہے ہیں
تا ابد قائم ضیاء الدین دینوروشی

نامب۔ از جناب محمد عبدالستار صاحب ایم اے حیدر آبادی

علیکلہ علم اور حلال سلامی کا محزون
سبق آموز ہے اس سرزمین کا ایک اکثرہ
صدائے رہی جو ملی آفاق میں ہر سو
قفس سے تن کے چھوٹیکا تو رفت سے مقام سکا
جگر کاوی ہماری باعث تفریح ہوتی تھی

اخو ستر کج وضع ہو تو ہمدردی کا معدن ہو
نسکایت کیوں ہو عاقل کو یہ داؤد کا نشان ہو
علیکلہ علم اور حلال سلامی کا محزون ہو
ازل سے شاخ طوبی طائر جلال کشمیں ہے
خیال آسمان پیمانیں ہو سیر گلشن ہے

کہیں طالب تراز اہد کہیں جو یا برہمن ہے
لقب اسکا کہیں اہم کہیں شیخ و برہمن ہے
علیگڑھ میں مذلت قوم سرسید کا مدرج ہے

کوئی پاتال ہے کہیں تجھے تھانہ میں کوئی
تراوید و حرم مسکن ترا خواہاں ہر اک بندہ
عقیدہ تند بکر کیوں زیارت کو نہ سب آئیں

عصبت فاعجب کو یوسف کی طرح بدنام کرتے ہو
اگر وہ چاک دامن ہے تو مجھو پاک دامن ہو

از حضرت ساعظی سیامی

قصہ ماضی بصد حسن بیاں کہنے کو ہیں
حال نیرنگ بہار بوشتاں کہنے کو ہیں
برہمن کے جنگلے میں پھرازاں کہنے کو ہیں
دلشکن دوداد برق دآشیاں کہنے کو ہیں
مختصر تاریخ و دور آسماں کہنے کو ہیں

آج ہم بھولی ہوئی اک داستان کہنے کو ہیں
جسے کر لیں ہم صغیران حسن اپنے حواس
پھر حرم والوں کو دنیا ہے پیام اتحاد
احتیاء اہل دل اپنے کیجئے تمام لیں
فرصت یک لمحہ ہویا ران محفل التفات

خوں ہی بار و شکست فالہ مجبور ما
حی چکر لالہ زہر داغ دل رنجور ما

سر جھکائے تھا زمیں را آسماں جنکے لیے
عرش سے اترا تھا عیش جادواں جنکے لیے
نطق کے موتی انگلی تھی زباں جنکے لیے
مضطرب تھیں انجن آرا لیاں جنکے لیے
منتظر تھی شوکت ہند و ستاں جنکے لیے

ہم وہ ہیں تھی دولت ہر دو جہاں جنکے لیے
ہم وہ ہیں عتنا زہر کا زمانے میں وقار
ہم وہ ہیں ہر بات جنکی قلام الہام تھی
ہم وہ ہیں جو رونق آراشش تنظیم تھی
ہم وہ ہیں جو منتظر تھے منظر اقوام پر

ہم وہ ہیں سلیبتے جنکی بزم آذر سرد تھی
سلطنت جنکے حریم عیش کی اک گرہ تھی

اہل عالم کانپ جاتے تھے پہلے نام سے
دل بہاؤ اعتراف تھا جبریل کے الہام سے
نطق پیدا کروا حنا موشی اصنام سے
خود پرستوں کو نکال ظلمت ادہام سے

ہم کو وہ سلطنت ملی تھی نظرت اسلام سے
ذہن میں تھی اک تجلی مگر میں تھا اک عروج
ہم نے پھر تیبی ملت غلیل اندر کی
صبح کے انوار را تو کو ہمیا کر دیے

اس قدر گہری نظر ڈالی مآل زلیست پر	بے خبر دنیا کو واقعہ گردایا انجام سے
ہم پیام اسن تھے ساری خدا کی کپے	سعد تھے لب ہوا سے ہنوائی کے لیے
<p>۴</p> آخر آخر ہو گئے سارے جہاں پر فتنہ کو نسا تھا وہ خزانہ جس کے دروازے تھے بند قصر کسریٰ خود تڑپ کر آ پڑا زیر کنر شہی پہاڑوں کے سروں پر رقت پائی بلند سو میلے چلے ہوئے تھے اور بہت تھی دو چند	پہل اول ہم نے پہلی امین کیا راست بلند کوئی نہ وہ سلطنت تھی جو نہ تھی زیر نگین جب اسٹھے ہم اپنے مرکز سے بعد جاہ طلال فطرت عرش آشیان تھی جاہ ذل و ج و عروج حامل عزم ترقی کوئی دشواری نہ تھی
بہ قلعہ خوں کے دریا بہا دیتے تھے ہم ایک ذرہ کے لیے دنیا ہلا دیتے تھے ہم	
<p>۵</p> منظر بیدار تھی قدرت پر دھندلا ہو گیا مطلع خورشید رخت ظلمت آرا ہو گیا سخت دھوکا لگا گئے ہم سخت دھوکا ہو گیا جسم تو میت کا گویا تجزیہ سا ہو گیا پرستار بے کار دان کی طرح تنہا ہو گیا	دفعہ عیش و طرب کا سخت حملہ ہو گیا دیدہ بیدار پر غفلت کے بادل چھا گئے دشمنوں نے دوست بن کر لے لیا راز حیات عقل کو کھو دی چکے تھے علم فہمی راہ لی یوسفیت جس کے ہر ذرہ میں تھی وہ کار دان
آخر شب ساغے مارا جی محفل رسید کشتی ما غرق شد چون بر لب ساحل رسید	
<p>۶</p> اب وہی ہم ہیں کہ ہر قوم ہم سے کیلینہ جو ہم ابھی تک ہیں اسیر گردش جام و صبو	اب وہی ہم ہیں کہ ہر قوم ہم سے کیلینہ جو پوچھیں ہم وہ ہم دشمن کی کیفیتیں

اور اب تک آسمان پر ہے دماغ آرزو گو پریشان اب نہیں فاضل پر زلف شکو گردش جام و صراحی اور سیر آب جو	نذرستی کر چکے سامان ایوان نشاط ہے نگاہوں میں وہی خواب شب عشرت ہونہ ہو چکا ہے حال ابتر ہے مگر باقی وہی
بے خودی ناد اقصا حال بنا ہی ہے ہونہ بخت خفتہ کو دماغ پادشاہی ہے ہونہ	
ہو چکی ہے صبح منزل کے لیے تیار ہو جیل علیگڑھ میں سرور علم سے سرشار ہو کوئی کتنا ہی اسیر ظلمت ادبار ہو علم سے لے لے اگر اوج سلسلہ رکنا ہو چارہ فرا علم ہو چکا وہ کیوں بے یار ہو	قوم خفتہ خدا کے واسطے بیدار ہو دیتے آئی ہے نوید علم یونیورسٹی علم وہ سورج ہے کہ دیتا ہے معور ضیا علم میں محفوظ ہیں اب تک وہ آثار قدیم علم کہتے ہیں جسے دہر شغل روح ہے
علم پھر وہ عالم رقتہ دکھا دے گا عجیبے علم پھر سلطان صد کشور بنا دے گا عجیبے	
باغبان گلشن ملت چین پر اے قوم ہے بیا نصف صدی بہر استقلال قوم جتنے شعبے اسکے ہیں فی الجملہ میں اعضاء قوم جمع ہو جائیں گے اکدن منتشر اجزاء قوم اور تو اب تک ہے اس سے روکشید "لے قوم"	یہ وہ یونیورسٹی ہے جس سے ہے ہیک قوم یہ وہ یونیورسٹی ہے جو ہے کعبہ علم کا درس اسلام و تمدن شرح تفسیر و حدیث مرکزیت اسکو ایسی ہی اگر حاصل رہی ہے یہ مائل پستیوں کا رخ بدلنے کی طرف
قوت احساس عقیدت کی بڑھانا چاہیے اپنے نجدوں سے اسے کعبہ بنا نا چاہیے	

<p>سالماتے ماسبق میں جو سبق اسنے دیے کر نہیں سکتا کوئی ذی ہوش بھی انکا شمار ہو گیا آخر وہ ساقی چغتایان حیات علم سے محروم مایوس ترقی و عس و وج کیون نہیں ہے مرکز قومی محیط کائنات</p>	<p>ہیں وہ سب درس سرت ملک ملت کیلئے قوم کے بچوں پر اس نے کقدر احساں کیے اسکے سرچنے سے دو اک جام ہی جسے پیے زندگی برحق مگر ایسے جیسے تو کیا ہے ہیں محاط علم یونیورسٹی کے زائد کیلئے</p>
<p>لازمی ہے جان شاری علم و حکمت کے لیے زندگی درکار ہے احیائے ملت کے لیے</p>	
۱۰	
<p>کاش پھر ہو محفل علم و عمل آراستہ پھر کرے اقبال کا غور شید نشان مہری پھر نئی اک روح پھونکے زندگی کی احتیاط آبیائے خشک کھیتوں کی ہو ابر علم سے کیون نہ اب قومیت اسلام ہو رفعت پسند</p>	<p>پھر جامے رنگ اپنا خاطر برخواستہ پھر ملے اس قوم کو منزل کا سیدھا راستہ پھر ہو صحت یاب قومیت کا جسم کا ستہ کلیہ ویراں بنے پھر گلبن آراستہ ذہنین کیون اور حاصل ہوں خدا ناخواستہ</p>
<p>اسے خوش روزی کے فکر عشرت فردا کنی زندگی نو ذرا احساس فنا پسند اکئی</p>	
۱۱	
<p>کہ اٹھ ابر فیضان کی طرح و ر بار ہو ہستی فانی سے تو میزار ہو جا وقت شہ غاشیہ بردوش دنیا کو بنا نا چاہیے خواب غفلت ساز تجوٹ لفتات مال و زر پھر نگہ سے ماحول کی اپنے غلط سامانیان</p>	<p>اسطیع عالم پہ چھاتے کے لیے تیار ہو ابان نہ ایسا ہو کہ دنیا تجھ سے خود میزار ہو تجھ سے کس نے کد یا ہے غاشیہ بردار ہو چند رہزن ہیں یہ پیری راہ میں ہیشیار ہو سوز دل سے آتش افکن مثل ہو میقار ہو</p>
<p>خاک کر دے یہ جہودا فروز سامان حیات</p>	

	صاف کر دے خرم کھنہ سے میدان حیات	
	۱۲	
<p>نویسے جو تنگ ہیں اگو بقدر دل بڑھا آئینہ زار علی میں جو ہرستان بل بڑھا جان فانی میں فانی پستی کا بل بڑھا ہے جو آسانی کا جو یا وسعت شکل بڑھا اٹھ سحر ہونے کو ہے نہیں سر عقل بڑھا</p>		<p>اسے مسافر پاؤں اپنے جانب منزل بڑھا تیرے لاجورد جلوسے کیوں ہیں محدود قوی مرکز موجود ہے بڑھنے کی سعی و فکر کر پھیل کر اجرام ثقیل اندوڑ رہے ہیں طبیعت دیکھ رنگ محفل عالم ہے تغیر آشنا</p>
	<p>گوشہ گوشہ میں شعاع مہربان کر پھیل جا دھوپ سے پہلے ہر اک شمسیت چمن پر پھیل جا</p>	

اجلاس دوم

غزلیات

مصرع طح

یہی ذرے اڑا لیجائیے اکدن بیابان کو

ابر۔ جناب احمد علی صاحب سدوائی

سمجھتا ہوں متاعِ درد جان غمہائے پنهان کو
نشاطِ عشق درد آگین مگر سرمایہٴ غم ہے
حسرت میں نئی صورتِ عداوت کی ہوئی پیدا
نگاہِ نازِ قاتل سے توقعِ جسم کی تو بہ
رضاجوئے مزاج دوست ہوں تو بہ گلہ کیسا
آخرتِ شیعہ اسلام میں اک رازِ وحدت ہے
نہ چھپو تم مجھے لکھ میرا منہ نہ کھلو اور
ارے اور گرجت خیزوے اک آہ کی فرصت

میں خود ہی دوست رکھتا ہوں تم ہائے فردان کو
اپو دوتے ہوئے دیکھا ہے ہنرِ زخمِ خندان کو
عمِ دل دیکھ سکتا ہی نہیں ہے جسم میں جان کو
حرلیتِ نازک لہ نہ رہتا ہی نہ تھا جان کو
سمجھتا ہوں نشاطِ زندگی میں زخمِ خندان کو
یہ شیرازہ بہم کمر ہے اجڑائے پریشان کو
اسل ب رہنے ہی دو اپنے تبسم ہائے پنهان کو
را تھا کوئی زندان میں رہے تو یاد زندان کو

اودھر ہے آتشِ غم ابرادھر سیلابِ شگون کا
دل بریان کر دیکھوں یا بین کھوں چشم گریان کو

آتم۔ جناب ایوب احمد صاحب قادری۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ (علیگڑھ)

نئی یہ دل لگی سو بھی ہو میرے زخمِ خندان کو
ابھی چھپے نہ وہ میرے جنونِ فتنہ سامان کو
ازل میں آگئی تھیں چو لپداوس جن پنهان کو
مرے اشکِ زامست نے مری شان گنہ رکھ لی
چڑی جب تیغِ یارِ ادھی۔ مری جان ہو گئی قربان
عیان ہو ہی گئے جلوے ادا سے پردہ داری میں
ہوا وہ پر تو پردہ اندہ فدا۔ تمنے یہ سید چا بھی
مرے دل کو نہ بت خانہ سمجھاوے زاہدِ غد بین
نہیں کیا ادا اس کے فصلِ گل کی وحشت آگیزی
میں اسے ناصح۔ ہوا آزادِ غید و بند ذی ہوشی

تہ دامن چھپا بیٹھا ہے صدنا سو گر گریان کو
میا بان دے ذرا وسعت ابھی تنگیِ دامان کو
اوڑ لائیں وہی نیرنگیاں تصویرِ جاتان کو
کہ اس نے دھو دیا محشر میں میری فرغِ عصیان کو
بھلا یہ دیکھتی کس طرح اس روئے پشیمان کو
بنائے رازِ پنهان آپ کیونکر جسے تابان کو
فنا کس پر جوئی وہ۔ کیا ہوا شمعِ شبستان کو
چھپائے ہوں میں اس میں جلوہ ہائے جن پنهان کو
دور کسی دہا پر کیوں مرے چاک گرِ مہمان کو
مجھے کہتا ہوں تو مجھ کو کہوں کیا تجھ سے نادان کو

سینکے حشر میں تو وہ مرے حال پریشان کو
تضای ہی گر نکالے تو نکالے اس کے ارمان کو
نہ کھینچ اے ناؤ لنگر میرے دل سے اپنے پیکان کو
یہ وہ ساغر ہیں جو روکے ہوئے ہیں بحر طوفان کو

بس اتنے کے لئے سودائے سرینے خریدی ہے
نہ حسرت دل کی ٹھکی اپنی عمر بیوفا سے کچھ
یہ اسکی آرزو جو اسکا ارمان اس کی حسرت ہے
بھلا تم میرے ضبطِ چشم و دل کی داد کیا دو گے

عدوئے کوہِ باطن کیا عاشق اس کے سمجھ گیا
غزلِ آتم کی خیل آئینگی حسرت سے سخن دان کو

حضرت اخضر صاحب

لہو سے سیچتے ہیں آبلے خارِ مغیلان کو
اکہ ہنس ہنس کر کیا کرتے ہیں خرمندہ خمدان کو
پکڑ لینگے یہی مظلوم محشر میں گر میان کو
بنایا آسمان اس نے زمین کو مے جاناں کو
کلچے سے لگا رکھا جو ہم نے نوک پیکان کو
رفو کرتا ہوں کاتوں کو کبھی چاک گر بیان کو
بہت آباد کرتے رہتے ہیں شہرِ خموشان کو
بجھا سکتی تھیں آذھی چراغِ زہرِ دہان کو
نہیں بھو لو نگا مرگ آگہان تیرے احسان کو
یہ نہیں سر سبز کرتے رہتے ہیں سارے بیابان کو
خدا تک جانستان کا دلکش تر کارگِ جان کو
کبھی یہ چین سے رہنے نہیں دیتا گر بیان کو
بھلا سمجھائے کوئی سطحِ اطفال نادان کو
کفن کی خچر رسوا کر لی جسمِ عریان کو

عجب دلچپ نگارستہ بنایا ہے بیابان کو
خدا جانے ہوا کیا ہے ہمارے زخمِ خندان کو
لگا رہنے نہ دو دامن سے تم خونِ شہیدان کو
شفق پھولی ہوئی جو چار سو خونِ شہیدان کو
محبت نام اسکا جو محبت اسکو کہتے ہیں
کبھی مین ٹالکتا ہوں جب کو خارِ مغیلان سے
وہ اپنے مرنے والوں کی الگ بتی بساتے ہیں
کیا جو داغہائے دل کو روشن دامن دل میں
پیکاک ہو گئی فرصت مجھے دنیا کے جھگڑو سے
ہمیشہ پھوٹ کر روئے ہل پہنے پاؤں کے چھالے
نگاہِ نازِ قاتل کو دیا وقتِ ستم تو نے
خدا طاقت زیادہ دے ہمارے دستِ حنن کو
زمین پر گرتے ہیں تختِ جگر آغوشِ مژگان سے
کہو احباب سے اب خاکِ ایں میری میت پر

کیا کرتے خرمندہ مرشدِ خوشچکان اخضر
کبھی یا قوتِ ربانی کبھی لعلِ بدخشان کو

صغریٰ - جناب اصغر حسین صاحب ہیتوروی

فرام کر رہا ہوں دیکھا اجڑا سے پریشان کو
نہ بچے زندگی کے جو اشارات نمایان کو
مرئی نکھوں میں رہنے دے اسی خواب پریشان کو
گریبان سحر سمجھا ہلال عید سربان کو
نگاہ غور سے دیکھو اگر صحرائے امکان کو
بانا تھا اگر صورت پہ اپنی شکل انسان کو
اٹھائے اب کوئی کیونکر حجاب چشم حیران کو
تری اک کم نکاہی لاکھ نشتریں رنگ جان کو
نفس ہے نازیبا نہ تو سن عمر گریران کو
سیلے ہے گود میں ہر شام تم اک صبح خندان کو
جسے دیکھو لیے بیٹھا ہے اپنے ساتھ زندان کو

کوئی بھر بھر کے پھر دامن میں خاک کیسے جانان کو
دہسرافنا کی گتھیاں کیا خاک سلجھائیں کو
نہ کر برباد دنیائے تصور اسے غم ہستی
میں وہ اسے شام غم دیوانہ فراق قاتل ہوں
دل دیوانگان عشق کا پر تو ہے ہر ذرہ
نظر کو کچھ تو یا کیوں محو حسن ماسوا یا رب
بہر ہر ہر ہی ہے بارش افواہ گونا گوں
سلامت لذت آزار اب پردہ انہیں کوئی
کہان اس منزل ہستی میں دم لینے کی بھی فرصت
ہماری کم نکاہی وجہ تکلیفات ہے درد نہ
دصال دھیر تک حمد و ہی وسعت خیالوں کی

میرا تک خاطر و جنت مجھے منظور ہر اصغر
خود اپنے خانہ دل میں اٹھالایا بیابان کو

اقصر محمد بشیر الدین اورنگ آبادی تلمیذ نواب فصیح الملک بدر دارغ درہلوی مرحوم

بھڑے کھڑے نکالا کسی نے اپنے جہان کو
نظر آجائیکا انجام خود ہر ایک انسان کو
ہیں سے ہر پرانی دشمنی گردن گردان کو
لگایا چکلے سے بہنے ہر شمشیر عریان کو
یہ بھرتا ہر قاتل ہاتھ میں اپنے نمک دان کو
گرایا آنسوؤں سے پہن سے دیوار زندان کو
نکال مہمت آہستہ ہمارے دل سے پیکان کو

نکلنے دیکھے ہم ہرگز نہ دل سے تیرے پیکان کو
جو دیکھے جہنم عورت سے ذرا گویا غریبان کو
ہماری خاک کی گردش میں رکھا بعد مرنے کے
اتھار ہی تیغ ابرو کا ہمارے تیغ پر دھوکا
جو سوکھا زخم کوئی کی دہلیں سنے تمک پاشی
ترے محزون نے ذرا ضعف میں کی خوب ہشیاری
نہر لبین میٹھے میٹھے درد کا رہ کے اے قاتل

<p>بہل جاتا ہے دل داغ جگر سے داغ سینہ سے گیا ہے نقد دل ہاتھوں سے لیکن ہاتھ میں آنکے دل مجروح کی اس سے ذرا تسکین مہر تھی ہے حکم دیتے ہیں ہم ہر وقت اپنے خاتمہ دل میں نگاہیں شدتہ باران کی تہلکے برق پاشل نکلا تحمل کی نہیں طاقت یہ اب خاک سے باہر ہیں تصور ہے بیت کا فردا دل میں کہتے ہیں ناصح منقش جو ہمارے دل پہ نقش آنکے کرنے کا میخانے دوائے خواب آور دیکھے پہلا یا</p>	<p>کلیجے سے نگار دکھا ہے پہنے اس گلستان کو گودا کر لیا ہو پہنے اس سودے میں نقصان کو ہوا دیتے ہیں وہ دامن سے اپنے زخم خندان کو تمہاری تیغ اہم کو تمہارے تیر مژگان کو جلا کر خاک کر دیتے ہمارے خرمین جان کو سنبھالو مضطرب دل کو کہ دو کوں چشم گریان کو جگہ کعبہ میں کیوں ہی جو عرسے دین و ایمان کو نقطہ تسکین وہ کچھ جانتے ہیں عہد و پیمان کو جو دیکھا چین آنا ہی نہیں بیمار جسم دان کو</p>
--	---

بجا ہے ہند کو یغیر ہیں اہل کمال س میں
 سنا کرتے تھے افسراب فرد کیا ہر خندان کو

بسل۔ جناب ممتاز صاحب عظیم آبادی

<p>کچھ ایسی خون روئے کی جو عادت چشم گریان کو اڑا کر چٹیان جنت لیے جاتی ہے دامن کی چلی گرنے پہ جب فیمہ گر دوں پر شفق چھو لی تری چشم فطرت انداز اسکی کشش اللہ اسیر دارم الفت ہوں مگر محبون فطرت ہوں ہو یا رب ان سے برہم نرم سوز ساز ہستی کی اکوہ دار گمان عشق سے لے لین جگہ میری</p>	<p>کہ اب کلیجے کا دامن جانتا ہوں اپنے دامن کو نوید انتقام رشوق و دوا پر بیا بان کو فلک نے لے لیا آغوش میں خون شہیدان کو نشانہ خود جو ادل دیکھ کر انداز پیکان کو قفس کی تیلیوں سے جھا آک لیتا ہوں بیابان کو اکٹھا کر رہا ہوں کچھ خیالات پریشان کو کیے جاتا ہوں خالی آج میں آغوش زلفان کو</p>
--	---

نہ پوچھو حال بسک میرے دلی بے نیازی کا
 بنا ہے بے درد سامان لٹا کر سا سامان کو

بنجو۔ جناب مولوی اشفاق حسین بی۔ اے (علیگڑھ)

<p>کہاں تک روکتا کوئی جنون فتنہ سامان کو</p>	<p>اگر بیان تو گریبان لے اڑا تار گ جان کو</p>
--	---

شب غم کی وہ الجھن بھی قیامت ہوا سے توبہ مصلحت ہی سے گردنفر میری آزمائش ہے دکھاؤں میں تھیں آدھل پسا رزوا سنا خودی کار از پایا ہم نے محو بخودی ہو کر ہین لطیف مدائی ہو گیا حاصل اسیری میں	خدا یہ دن نہ دکھلائے تری زلف پر نشان کو بدل کر دیکھتے ہو کیوں مری مشکل سے آسان کو گلہ سے پر جھپٹے ہر خاک روداد گلستان کو حقیقت کھل گئی اپنی جو دیکھا رہے جانان کو جہان میر غور کر دیکھا درد و یوار زندان کو
---	---

نکلیا انہوں کو سوں دور دنیا سے قیل سے
اکرئی سمجھے گا بخود کیا مرے جذبات پنهان کو

بیخودی - جناب محمد مجید اللہ خان صاحب بیرسٹر اٹل لا

اب آگے دیکھیے جوش جنون کیا گل کھلا تاسے عذاب انہدی روز قیامت دیکھئے کیا ہو	بہا راتے ہی پہنے چاک کر ڈالا گریبان کو اگر شک نہ دست نے نہ دھو یا اگر دھویاں کو
---	--

ادل و جان بیخودی کیونکر کیے جائے تعجب ہو
اکیا جب آہ سمدان نے مثال قوم سمدان کو

تاج جناب فیض کریم صاحب الہ آبادی

سمجھتے تھے جو بے رنگت کبھی خون شہیدان کو ذرا دیکھیے تو کوئی غزروں کے ساتھ سامان کو دعا دوں کیوں نہ اپنے دیرہ خوننا بہ افشان کو نہ کر بر باد ظالم دل کے اجڑائے پریشان کو خدا نہ اے کیا سوچھی ترے کم عقل انسان کو ہمارے بھڑان جرحے ایک اک پھیل پر قربان کو یہ لطف زندگی ہو چاہے گر تو اسکو کیا جلنے خدا ترسی محبت حسن اخلاق اور ہمدردی چھڑانے سے کہیں صیاد الفت کھر کی چھٹی ہے لگاؤ واپس سے کسے دیکھا تھا خدا جانے	وہی رہ کے اب کیوں کہتے ہلا پنے دامان کو کہ ہر داغ جگر نہ مارا ہوا ہوتا بان کو بنایا رنگ صد گناہار جھنے میرے دامان کو بھی دترے ڈالیا کھینکے اکدن بیابان کو کہ سیداری سمجھتا ہو وہ اک خواب پریشان کو بلکہ دون اپنے دلیں کیوں نہ لے لے گلستان کو ارے ظالم کھلیے سے نہ میرے چھینچ پرکان کو ہی باتیں وہ ہل انسان باقی ہیں جو انسان کو دعا دیتے ہیں ہم کچ نفیس میں بھی گلستان کو کہ اب تک ایک جلیں ہو درد یوار زندان کو
---	--

کھلے ہیں کیسے کیسے قوم کے گہاڑے رنگارنگ	خدا سر سبز رکھے تاقیامت اس گلستان کو
نہ کیوں میری بلندی نانج دنیا میں تھیں حاصل کہ تم وہ چیز ہو سلطان بنائی ہو جو سلطان کو	

قلمسہ - جناب نظامی صاحب سیما بی (علیگڑھ)

سنا ہے مختلف نغمے ہلاکت کے بیا بان کو ذرا ڈھونڈے اگر نہ حمت نہ ہو گئے دیا بان کو ضرورت تھی نہ ایسی عالم قافی کی انسان کو تری تصویر آتی ہے نظر اوراق گلشن میں مذاتی عشق اور جینے کی حسرت کیا نسخہ ہے ٹھکانے ڈھونڈتا پھرتا ہوں اپنی نامرادی کے دفا آئیں خود اداری میں مشکل ہے تو بخود بس وہ پوسٹ قید ہے جو زمہ دار حفظ عصمت تھا نظر آتی ہے تصویر سحر و جند سے کناروں پر مناسب ہو کہ تم دشت نگار آنکھیں کو سمجھا لو	میری دشت نے چھڑا خار سے سبز رنگ جان کو کہیں کانٹوں میں الجھا چھوڑ آیا ہوں گریبان کو خواب عالم صورت کیا ایک نقش حیران کو ترے قلم سے پھینکا ہوں بہارِ سبلستان کو کہ جینا تھا تو دل کیوں دیدیا اس دشمن جان کو ضرورت کنقدر دشتی بنیادی ہے انسان کو کسی آگ نہ لگ پر محبہ کر منکر پریشان کو ذرا تو شرم آنی چاہیے دلوار زندان کو الہی اور دست دے سوا و شام ہجران کو ابھی میں روک بھی سکتا ہوں شوب گریبان کو
---	---

قلمسہ لوگ مہنت میں میری چاک گریبان پر
کوئی کچھ بھی نہیں کہتا جین قلم سامان کو

حیرت - جناب قاضی عبدالواسع صاحب (گوالیار)

کئے لیئے ہوتا بت حشر میں خون شہیدان کو جنوں میں بھی کیا رسوا نہ اس غارتگر جان کو قفس میں بلبل ناخدا کے آنسو نکل آئے خرا دشتی جہان جاتا ہو پہرہاں یاد کرتا ہے	خدا کے سامنے دکھو نہ تم رہ کے دامان کو چھا کر رکھ لیا دامن میں ہر تار گریبان کو چمن کی سمت گرتے دیکھ کر برق درخشان کو گلستان میں بیا بان کو بیا بان میں گلستان کو
---	--

حقیقت اگلا اپنے حسن کی معلوم ہو جائے
بنالیں آئینہ تیرت وہ میری چشم حیدر کو

داؤد - جناب داؤد احمد صاحب (علیگڑھ)

نصیر نے دکھایا یا اس میں جب روئے ارمان کو
جدا کیسے کروں اسے ناؤ لے کر دل سے پریشان کو
طلوع صبح کا دھوکا ہوا گھبراہٹ کے اٹھ بیٹھا
بہار آئی ہوا پھر جامہ گل پہر بن اپنا
حقیقت کو سمجھنا سہل سمجھا ہر کس و نا کس
تمہارے قیدیوں کو ناز ہے آزادی دل پر
ہماری بے نوائی ہم فوٹے شان کسری ہے

نہا یا خیرت صبح وطن شام غریب ان کو
یہ مجھ سے نہیں سکتا نکالوں گھر سے وہاں کو
جو دیکھا خواب میں اسے مرے چاک گریبان کو
کیا دست جنوں نے پرزے پرزے جیٹ داماں کو
اسی نے کر دیا وقت کشاکش نفس و ایمان کو
لے بیٹھے رہو اپنے درد و دیوار زندان کو
عروج آسمان چل ہو سر سید کے ایمان کو

وہ مثل سو قواسے داؤد ہیں ہنسنے ہوئے جاتے
نہیں دیکھا جو دامن میں ابھی خون شہیدان کو

مسافر - جناب نظامی صاحب سیپائی (علیگڑھ)

فرشتے جمع کر لیں میرے اجڑائے پریشان کو
شرایہ آہ آہ مادہ ہیں ان کو طینچ لاسنے پر
مری حشرت جواب اندازہ احساس سے باہر
بہت بردہ ہوں بیداری جذبات عمیق سے
مجھے ہوا عزت انہی خلعت طبع موزوں کا
اسے اوقنتہ نرا اوقنتہ گرا دیا بے باطن
زمین سے آسمان تک محفل اوداح قائم ہے

کہ پھر ترتیب دینا جو حیات دور انسان کو
ستارے قید کرنے جارہے ہیں ماہ تابان کو
کہ میں اکٹا ہوں بند کرتا ہوں بیابان کو
آہی نین قیمت کی عطا کہ چشم گریبان کو
کہ میں دیکھا کیا تیرے خرام شعریں سامان کو
نگاہ مست سو جنبش نہ دے تار و گریبان کو
حقارت سے نہ کہو رقص زرات پریشان کو

کچھ روں کے دہشت پر پھر آئی چاندنی مسافر
پھر اہام مثنوی نے کر دیا روشن بیابان کو

جناب حضرت سیراب کبربادی

چھپا رکھا ہے یوں دل نے دقا و حسن جانان کو
محبت جہ طرح محفوظ کر لیتی ہے ایمان کو

ساداتِ اہل نے سبز رکھا ہے بیابان کو
 ابھی سمجھا کہاں ہو تو مرے آئینِ عرفان کو
 اقیامت ہو خدا سی ٹھیس جذبات پریشاں کو
 خودی نے خود نمایاں کر دیا ہر ذاتِ انسان کو
 ہی اک راستہ جاتا ہو سیدھا گوئے جانان کو
 محزون بھی اس زمانے میں نہیں چھو تا گریبان کو
 کسی مرکز پہ لا اپنے خیالات پریشاں کو
 کہا تک پھیلنا ہو رحمتِ بالمیدہ و امان کو
 مٹانا چاہتا ہوں اپنے انسانے کے عنوان کو
 ہیا کیوں نہ تارے کر دے پھو کوں دامن کو
 مری آنکھوں میں رکھ دینا تھا اس خواب پریشاں کو
 کوئی کچھلے پیرے چھیڑ دینا ہو رگ جان کو
 کوئی آغوش میں لے لے دیں گلِ برامان کو

نہ اپنی گلِ برامانی پہ نازش ہو گلستان کو
 سمجھتا ہوں جہاں رنگے لبرِ برگِ بہستان کو
 تبسم چھیڑ تا کیوں ہو دلِ ناکام ہجران کو
 مذاقی سچو دی میں ماسوا اک وہمِ باطل ہو
 تلاشِ یار میں راہ طلب کا ترکِ بخت ہے
 قدامت ہو گلِ اسدرجہ متروکات میں داخل
 اگر مد نظر نسکین ہے ذوقِ تبس کی
 چراغِ داغِ عصیان کی جگہ تجوید کرنی ہے
 تلاشِ فلسفہ اخراجِ آدم کو غلط کر دے
 بہت تکلف دی شنم کو اسے انجامِ شب تو نے
 ابھی دوزخ تک دنیا کو کیوں پھیلا دیا تو نے
 بغیر تقدیر تھے درد کے تا صبح سنتا ہوں
 مزاجِ رنگ و بو بارِ لطافت سے چمکتا ہے

سکوں پرورد ہوا سے سیلاب ساحلِ عرفانی کا
 پہونچتے ہی بیان اک نمید آ جاتی ہوا انسان کو

جناب حضرت شوکت صاحب متعلم علیگڑھ یونیورسٹی

جگہ دی دلیں حسرت کو جگر میں تیر و پیکان کو
 حفاظت سے ذرا رکھیے قیامت اپنے دامن کو
 کہیں یہ چاک کر ڈالے نہ انکے حبیب و دامن کو
 نصدق انہی رحمت کا مٹانے جرم و عصیان کو

یہ کی تقسیم یوں ٹہرا دیا ہر ایک جہان کو
 چارے ہاتھ کو لپکا ہے دامن چاک کرنے کا
 خطر ہے دستِ وحشت سی گر بیان جانکر میرا
 ابھی دامن دل سے مرے داغ گنہ نہ بھروسے

نکاحیت کرتے پھرتے ہو جو حرکت اسکے ظلمِ نکلی
 دیا تھا سہ چکر کی تھے دلیں آفتِ جان کو

حبیباً - حضرت مولانا حبیباً قادری بدایونی

راستی ذات واجب تک کمان تھی نور انسان کو
دکھانا تھا ازل میں طلعت سلطان خوبان کو
ہوئی نسبت تو کچھ ہے کسی کے لطف پنہاں کو
نصو در لیس آیا خیال روئے جاناں کو
صین بدر کے خفل میں آئے ہی سویرا تھا
سرایا ہون میں نافرین خیال کثرت و وحدت
کھجا ہے دائرہ پیش نظریہ کس کے ابرو کا
بجائے تیکہ عکس ناخن پائے مبارک ہو
دل ناریک اپنا اور خیال مصحف عارض
تجلی رخ نور نے آنکھوں کو کیا روشن
مرے پائے نظر کو یہ جنوں رہ نور دی ہو
شفاعت کی سند روز جزا ہو گی صلہ اس کا
عجب جوش دل ہے ہر قدم پر دشت بطن میں
ہو بارش جلو ہائے گنبد خضر کی سبز پر
ہدیوں خیر مقدم رہ نور دشت طیبہ کا
ہو زلف صاحب دلیل کو یہ برہمی چھ سے
دہ گل بوٹے دہ روضہ کا جن جب یاد آئے ہے

بنایا تم نے بزم عرش نزل بزم امکاں کو فرشتے
پر قدرت لے خود ان کا نقاب روئے ناباں کو
عقیمت حشر میں ہم جانتے ہیں اپنے عصیاں کو
فرشتے لیے اترے عرش سے کعبہ میں قرآن کو
لیا شمع سحر نے زیر دامن ماہ کنساں کو
جہا لہن دیکھتا ہوں خود کو خود میں نوریزدال کو
سے سیر حلقہ تو میں حاصل چشم حیراں کو
سمجھتا ہوں ہلال عید میں اپنے گریباں کو
ملا کیا خوب جز دان غلات کعبہ قرآن کو
بنایا شاخ نخل طور پر رک موئے خرگاں کو
حرم کی راہ سمجھے کو چڑچاک گریباں کو
کہیں اشک ندامت دھو دینا فر عسبیاں کو
رنگا لیتے ہیں دل سے آبلے خار بیابان کو
حیات خضر پانی دے رہی ہی بلخ شہواں کو
گیوے شوق میں سر پر اٹھا لائے بیاباں کو
کیا شرمندہ تعبیر کیوں خواب پریشاں کو
یہی جی چاہتا ہے دلین رکھ لوں اس گستاخان کو

حبیباً انت ہی کا چاہتا ہے یہ صلہ یارب
نور یہ مغفرت دے تیری رحمت منقبت خواں کو

ضمامن - ازہ حضرت صامن

تزلزل ہو زمین کو اور جنبش عرش پرداز کو
کہ قاتل کھینچا ہے سینہ بسمل سر پٹیاں کو

گل خسار کے سوا کسی نے نقش کھنچا ہے
جنوں خیزی یہ تیرے حسن نے کی آسمان بھی
نقاب رخ سے ظاہر کئے خسار کا جاہد ہے
کشتن لگی اور نکار اور بازو کھل ہی جائیگا
ترقی کی حیلوں نے بھی وضع عاشقانہ سے
جو ہر دم تفرقہ بنوین رہنا نا مناسب تھا
گر یہاں گیر ہے کوئی نہ دانشگیر ہے کوئی
گزراں جسم سے ہو روع آخر کیوں نہ پرین
اثر اپنا دکھایا نا لہ شبگیر بلبل نے
ہوا دل مطلقین پا کر جگہ اس گل کی زلفوں میں

نیا یا سختہ گلزار دہان سبیاں کو
نہایت رکھ سکا دو دن ہلال اپنے گریباں کو
گلہ نیک رنگ نے توڑا ہے دیوار گلستان کو
نکا لیں تو وہ اگر سینہ بسمل سے بیکیاں کو
بے ہیں بھول غنچے پھاڑ کر اپنے گریباں کو
گلے ملوا دیا دست جنوں نے جیب و دہان کو
رہو کیا خوف محشر میں کیسی تیغ غریباں کو
خزاں آتے ہی بلبل چھوڑ دینی ہو گلستان کو
سحر ہونے ہی گل نے چاک کر ڈالا گریباں کو
پریشان سے ملا آرام ضامن اس پریشان کو

بچے نقیب سے اور حق سے کیونکر کوئی ضامن
رو بفرہین جو غزلوں کی بونہی رکھیں خندان کو

طالب - جناب مولوی سید طالب حسین صاحب قرولی اچوتانہ

بہت گہری نظر سے میں نے دیکھا جسم کو جاگو
سدا سے اختلاف قومی مدلی چسلا آیا
مگر اس جستجو کی دہن میں درد دیکھ کے میں آیا
جیسے اس جشن کی ہنگامہ آرائی سے کیا مطلب
آسی گہری نظر سے میں نے دیکھا اہل جلیہ کو
شاہد روی و اصلاح قومی کا ہے یہ جملہ
یہاں چین مصلحان قوم و ہمدردی آدم
سنو اسے قوم کے بلغ حیات و اس کی کلیان
ہو اسے خلق نیک و آبِ افعالِ مطہر سے
سراپا حسنِ اخلاق و عمل سے ہو اگر موزون

کہ وہ کیا چیز ہو جس سے شرف ہو نزع اس انکو
مگر سب متفق ہیں ہو شرف انسان و شیانکو
بجشنِ جوئی دیکھا علیگڑھ کے دبستانکو
نہ ذوقِ سیر کا بھوکا جو دیکھوں ساز و سامانکو
لباس و گفتگو طرزِ نشست و صورت و شان کو
یہی ہو وہ غرض لالی جوان حضرت دلشاد کو
آسی دے ثبات و صدق بر لا اسکے ارمان کو
معطر کر دو تم کھل کے شام اہل دوران کو
بلوایی کہ گلہ مستہ ہو تم طاق احسان کو
تو پھر جو سوٹ ہو دکھلا سینگا زیبائی کی شان کو

اگر ایسا نہ ہو سوائی دنیا و عقبے سے نہ ہوتا مجھے اب قوم کی خدمت میں بھی کچھ عرض کرنا ہوتا تھا اسی زرد نقرہ ستے اس ٹکسوں میں اگر نہی ہمت تمھاری تم نے یہ بیڑا اٹھایا ہے تعب بربط ہر قوم دولت کو حلا دیدہ سخن نقد ملاست اور خوشی مایہ رحمت بڑی مہمان نوازی ہوا اٹھا کر ہاتھ اگر کھدو	یہی تہذیب و فیشن ہوگی باعث عار و خوارگی یہ گنج بے درد و دربان ہر بھر تو جیب دوا مانگو قبول عام کا سکھ بنا صراف دور ان کو تمھارے دست و بازو پر ہوا زینت آفرین خوانگو کہ یہ خوان کرم ہر ذائقہ رکھتا ہو صفا مانگو معافی کا ہون طالب حق ہو کیا ناخواندہ مانگو آلی ساتھ لیکر جائے یہ دنیا سے ایسا مانگو
--	--

برائے ام طالب ہو بناوے طالب صادق حرم دلیں ہو بخاوی دکھائے شاہ جانگو	محمود جناب قاضی نعمان حللی صاحب مداد آبادی متعلم انٹر میڈیٹ کا لکچر علیگ بکھلا شد کہ فیض فطرت غالب شد از انم بجان شونے ز حد بیرون بدل ذوق قزوئم کہ پیش شگفتن میکد ہر باغ بدانا نم کنون خاموشی نشینم کہ باشد سخت ناوانم
--	--

دہم از دست این راہ بگوج بازے یوئم بیر کار و انم قصہ پارینہ سے کوئم	ہمارے کلبہ احزان میں علم و فضل مہمان تھا اسی اجڑی ہوئی بستی میں کربینہ کا سامان تھا
---	--

ہمارے خواب کی کیا خوب تدبیر میں کل امین سنورنے کی ہمارے لاکھ تدبیر میں کل امین	علیگڈھ ہی جو اہر اسے تربیت کا معدن علیگڈھ میری تہذیب حجازیہ کا مسکن ہے
---	---

علیگڈھ ہی بہ افضل خداوندی کا سایہ ہے علیگڈھ ہی میں علم اور خلق اسلامی کا حیا ہے	فقط چونکہ نظم یہ میں حاصل ہوئی ہو لہذا سلسلہ نظیات شائع نہ ہو سکی؟
--	--

ہوا سر نہریہ گلشن ز فیض رحمت باری	اسی سے چشمہائے علم ہر سو ہو گئے جاری
اسی سے رعب ملی دشمنوں پر ہو گیا طاری	اسی کی تو قوت سے اپنے دشمن ہو گئے عاری

خدا سر نہر رکھے خواہیدون کے گلشن کو
خدا آباد رکھے اس نمنادون کے خرمن کو

انہوں اور محبت کا ہماری پاسبان ہوئے	ہمارے جوش ملی کا حقیقی ترجمہ ہوئے
ہمارے اقتدار ماضیہ کی داستان ہوئے	ہمارے سطوت و جبروت کا زندہ نشان ہوئے

ہماری خشک کھیتی سبز ہوئی ابر رحمت سی
دور مفضو دپائیں گے اسی دریائے حکمت سی

<p>طہر جناب محمد ابو ظہر صاحب منعم انرٹمیڈیٹ کالج علی گڑھ</p> <p>بھلا یہ نازکی حاصل کسٹن کلمے بستان کو مرادست جنوں ہنگامہ آرائی قیامت ہے دہل دوش ہواک تار بھی اب جوش دشتین کیا شرمندہ احسان نواز شہائے پیکان نے مین اپنی دشتوں کو ساتھ لیکر جس گھڑی نکلا کسی صورت سے ان دونوں کا جھگڑا ہی نہیں چکنا دل بتیاب بین ہنگامہ برپا ہے قیامت کا</p>	<p>ہو بنجا آگ خچر نے مے ہر زخم خندان کو بیسرین غضب کی دسینین چاک گریبان کو آہی کیا گریبان کے دامن دگر بیان کو مرا ناخن ہی کافی تھلا علاج زخم مینان کو کیا دست خزان نے چاک دامن گلستان کو آہی عقل جائے مے دست دگر بیان کو کوئی دیکھے تو بزم آرائی غمائے بنان کو</p>
--	--

اشمین ہی نہیں باقی تو پھر کس کار دنا ہے
آجڑ جلے ظفر باک گجائے گلستان کو

علی - جناب مولانا کفیل الدین صاحب بدایونی

حقیقت آشنا وہ ہے جو سمجھا اپنے عرفان کو بڑھا کر دار فانی سے دکان کو ہر جان کو	یہی تعلیم اک انسان بنا دیتی ہے انسان کو چلے میں بے سرو سامان اڑا کے ساز و سامان کو
--	---

<p>قیامت بھی کچھ پہلے زمیں سر پر اٹھائی ہے تلاشِ خار میں تھک تھک گئے پائے جنوں میرے یہ ابھن رہے کہ اک گونہ تعلق ہو گیا بسدا اُدھر جاتے ہیں زخمِ دل کے ٹانے سانس لینے سے</p>	<p>مرے نالوں نے شرابا ہے بزمِ محشر شاں کو بیا بیاں بیکردوں یا جنوں فتنہ ساماں کو حری زلف پریشاں سے محال پریشاں کو تم اسکو رشہ الفت سے ای جھپے گردِ ثاں کو</p>
<p>پتہ چلتا ہے اس سے خشکانِ قوم کا عسائی عداوتِ باد رکھے حشر تک گورِ غریباں کو</p>	
<p>عادتِ جنابِ ممنونِ حسنِ خانِ صاحب (علیگ) شاہجہاںپوری</p>	
<p>بیان تک ہم نے ٹکرایا سر شوریدہ ساماں کو ابھی ہر دو در منزل اور مانعِ نا تو افی ہے جسے سمجھے تھے دل اک بلہ تھا اپنی سینہ میں بھسرت آج کہتی ہیں نگاہیں مرنے داسے کی لہر اٹکے شہیدانِ محبت کجِ مرتد میں ابھی دم بھر کا مہماں ہے ابھی ہر جان آنکھوں میں</p>	<p>گلستاں کی طرح رنگیں کیا دیوارِ دندراں کو کمانک میں ہنصا لونگا اتھی پلے لڑاں کو دعا میں دندو شب دینے رہینگے آنکے پیکار کو کوئی تسکین دیدیتا ذرا دم بھر کے مہماں کو اکسی آ رہا ہے کون یہ گورِ غریباں کو چوتھو دیکھنا ہو دیکھ لو بیار رہبساں کو</p>
<p>دہ شرب ہی کو جلی ہم روز و شب جلتے رہے عادت تعلق کیا بھلا ہم بیکسوں سے شمع سوزاں کو</p>	
<p>فنا جنابِ عابدِ سعید خانِ صاحب بدایونی</p>	
<p>بنایا مجرم دیدار میری چشمِ حیراں کو غضب میں جان ہی کیا لیا کہ در میں تھر تھرتھ ملا سر شہیدِ تعلیم جنگو تھے وہ سر سید</p>	<p>یہ شوخی اب نئی سو بھی فریبِ حسنِ جاہاں کو اڑاؤں دھیانِ دامن کی یا بھلاؤں گریباں کو سکندر نے بہت ڈھونڈا تو ڈھونڈا اب حیراں کو</p>
<p>غور اس چند روزہ زندگی پر نامنا سے فنا آخر کسی دن کو فنا ہو نا ہے انسان کو</p>	

فضل جنا خان درید محمد فضل صاحب پٹی کلکٹر دہلی سیشن ججسٹریٹ

اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول اکہ آباد

علیگڑہ کے دیکھا جوبلی کے ساز و سامان کو
کیا ہے جمع اک مرکب ہے جسے اہل ایساں کو
کیا ہے جسے مدعو دالیان ملک ذیشان کو
نخل کرتی ہے جسکی روشنی ماہ و خشاں کو
مگر دیکھا علیگڑہ میں فقط شیر نیتاں کو
بنایا تھا جنھوں نے رشک گلشن اس بیاباں کو
ضیاء دین وہ شرمائے جو حسن تاباں کو
ریاضت سے سنوارا تھا جنھوں نے اس گلستاں کو
مگر گردننا چھوٹے نہ پائی اس کے داماں کو
یہ پردے مبارک پر نور شمع شبستاں کو
اگر بھولے نہیں ہر محسنوں کے اپنے حساں کو
دکھو سرسبز و شاداب ہے اس علی گلستاں کو
کہ اپنی قوم کی امداد لازم ہے ہر انساں کو
ہنود و پارسی کو اور نصائے کو مسلمان کو
مسلمانوں کی یو نور سٹی کو اور سلطان کو
اور اس پر رشکائے کیمبرج کو انگلستاں کو

بہار و ندگی یارب مبارک ہر مسلمان کو
وہ سامان طلبا پیکر و بزم آرائی دلکش
وہ سامان جو مسلمانوں کو سر پایہ نازش
ہر مرد دیکھو ادھر اک آفتاب علم ہے روشن
ہزاروں دل شیر قالیں فرش دنیا پر نظر آئے
ہیں وہ شیر سوتا ہے نہیں نمود و حسن بھی
انھیں کے آفتاب علم کی ہے روشنی ہر سو
کھیلے ہیں بھول یہ جتنے بھڑے اُنھی نیت کا
خزاں کی ہزاروں بار اُچرے بوستان لاکھوں
ہزاروں ملت کے ذلالت میں اس دم
مسلمان متعلیٰ امتحان کا آج یہ دن ہے
گردنیا دیو نور سٹی کی حزب مستحکم
لشاد مال و دولت راہ میں قومی ترقی کی
خداوند مبارک ہو یہ جشن جوبلی سب کو
ٹیلیزادر کا کچھ مبارک جشن جوبلی سیدی
یہ یو نور سٹی ہو فضل ہے رشک غرناط

مطلع ثانی

بندھی ہے کلنگی حیرت ہے اپنی چشم حیراں کو
مسلمان کہتے ہیں پیش نظر تفسیر قرآن کو
غلامی سے ملی تھی بادشاہی ماہ مکتال کو

ہم آئینہ کی صورت دیکھتے ہیں بزم جاناں کو
نہیں دیکھا کریں ہم مصحف خسار جاناں کو
عجب کیا ہے جو ہر ذرہ چمک کر ہر تاباں ہو

فلک کے در میں برباد ہے مٹی عسریوں کی	امیر واک نظر تو دیکھ لو گورغریباں کو
الہ آباد ایکورٹ میں وہ دیکھ لے جا کر	کسی نے گرنہ دیکھا ہو کبھی تخت سیلاں کو

برفضل رب بھلا بھولا رہے اسلام کا گلشن	خزاں کا کوئی جھونکا چھوڑے جلے اس گلستان کو
---------------------------------------	--

فرحت جناب زاقطع عالم صاحب ہلوی

کیا آراستہ تعلیم سے قوم مسلمان کو کبھی سودا یہ تھا چھوڑیں نہ ہم صحن گلستان کو کلچے سے لگا کر رہنے رکھا جسکے پرکاش کو ہمارے خزاں کے بھول اس گلشن میں کھلتے ہیں نہ چلتے سے کبھی فرصت نہ رہی سے کبھی مہلت بڑے ہمارد ہیں میر جو یہ نہیں کہتے ہیں نہ دہستی نہ وہ سوجھی نہ وہ کھائیں نہ وہ باتیں خدا سمجھے تمہیں لے نالہ پر درد چشم تر	بھلا سکتے نہیں ہم لوگ سرید کا صاں کو نفاضا ہے یہ وحشت کا کہ چلے اب بیاباں کو ہیں سے دشمنی الٹی ہوئی اس ضمن جاں کو خدا شاداد رہے اس ایشاں کے گلستان کو ہمارے قلب بوزاں کو ہماری چشم گریباں کو یہ نلے فاش کر دینگے تھامے راہ پنہاں کو بھلا زکس سے کیا شبیہ دول اس چشم فتاں کو کو ظاہر کر دیا تم سے ہمارے درد پنہاں کو
---	--

دروں کیا حضرت فرحت مجھے امید دانی ہے	بہا لجا بیٹے اشک ندامت فرد عسبیاں کو
--------------------------------------	--------------------------------------

کوثر جناب محمد الطاف حسین صاحب انظر کالج

یہ آخر ہو گیا کیا عاشقان مست حیراں کو مری خوں نابا فشانے نے رونق دی نہ زنداں کو اُن کا کھوکھلا تبسم اُن لبوں کی نغمہ سامانی نیشیں کے خرم خاشاک تک باقی بنوں جمیں دکھا کر اک جھلک سامانِ راحت جسے لوٹا تھا	کہ فرط شوق میں منزل مجھ بیٹھے بیاباں کو کہ فریادی نہ رونے یاد کرے پھر گلستان کو لیا کچھ غنیمت او گل نے ملی کچھ مرغ بستان کو الٹی کیا کرے بیکر کوئی نہ بے گلستان کو نگاہیں دھونڈھتی ہیں پھر اس غارِ گرجاں کو
---	---

مقدوریں جو کھاتھا وہ آخر ہو گیا کو شو
نہ روئیں دیکھ کر اب وہ سر حال پریشاں کو

کفیل حضرت کفیل صاحب

اگر کہیں ہی ہونا تھی تو ہونی شام ہجران کو
مری وحشت جو کھلاتی ہے مجھے کیوں نہیں گنتے
کسی کے وعدہ دیدار۔ باز وہ تمام لے اسکا
عیاصل غلے بڑھتی ہے جنہر تب لڑو تو کر
جھلک بھی دیکھ پانی وہ جو حسن دہونا باغی
ہیں جو کہ یہی آخر پیام وصل ہو جاتا
چھپانا تھا تو کیا کم تھے ہمارے آنکھ کے پرے

سجڑے کس جنونیں چاک کو ڈال لگیاں کو
چھپا رکھا ہے کیوں تم نے سرے حال پریشاں کو
کہ یہ پہلا سفر رہتیس ہے بیمار ہجران کو
انھیں پھولوں سے بھرنا ہے ہیں اماں بیاں کو
زلیخا کشمکش میں ذاتی پرست کے داماں کو
برشے ناوقت روکا غنطرب وہ ہجران کو
شار و کی غنٹ جا در اڑھا دی حسن ہنساں کو

کفیل اب غم غصیاں کو بھی چھوڑ دیے بھی گم ہے
اسے بھی سوپ دو مشرب اپنی چشم گریاں کو

اگھر۔ (امیر الشعراء) جناب مجھ منو خاں رضا (کر خان ندان برائے نائیک سائیں) (والہا فرزند کر نائیک سائیں)

جگر دینگے اگر دہانے دل میں میرے ارماں کو
کیا ہے عشق نے زنا رستہ درستہ صنداں کو
تھا ایسے گھر میں دیکھا آج نقشہ عزیز کے گھر سا
نہ کا سے پاؤں مشت نے نہ کس روز انہی فرقت میں
حکومت بلیا یوسف نے کڑی بھی قید کی جھیلی
ستارہ میر لکھنے ماں نصیب میرا جاگ اُسٹھے
یہ دل بھر تلے دم ہر دنت ہر دم ہو نازاں کا
کسی کی یاد دل میں آئی آتے ہی کہا مجھ سے

نہ بھولنا کبھی میں لے مقدر تیرے حساں کو
کبھی بھیجا ہے یہ سفتے خیں کو اسنے زنداں کو
کبھی دیکھا نہ تھا میں نے گلستاں میں بیاباں کو
کیا کسان نہ ہند جاگ اپنے ہاتھوں سے گریباں کو
خوشی بھی مہر نے بخش کیا ناخوش بھی کنعاں کو
گھڑی بھر کے لیے گونہ آئے تیرے درباں کو
ہنیں منتا کسی کی کیا کول میں ایسے ناداں کو
کبھی لے میز باں جاسے نہ لے اس گھر سے مہاں کو

البدو کا میاں کا گزند ہو میرے سکن میں
رہے پھر کینوں نہ بچھو وحشی کو سودا تیرے گلیو کا
خیال انکا مرے دل سے نہ نکلا ہے نہ بکلی کا

مجھے رونا جرد بچھا ہنس کے وہ یوں تازے ہوا
خوشی کا سامنا اب ہو گا گوھر کے دل و جاں کو

ما فی جناب سید کلا صاحب مدد صاب الہی

نہ فرماتے اگر مجھ سے دریغ الطاف پنہاں کو
یہی تو اک سہارا ہے مرا ہیج قیامت تک
کہیں تو کون مانگا کہ استغناء و لغت سے
تیز فقر و دولت، اک جیون ہو شیاری ہی
ہیں جب صنایع الفت نگاہ اولیں تیری

سلم مجھ کو زنداں کی آرائش مگر ما فی
ہٹانے نقشہ آزادی دسیر و بیاباں کو

ما تل - جناب حاجی محمد اسحاق صاحب زری محب طریق برہ صلیع، علی گڑھ

بجائے سجدہ شکرانہ اس بچوں سجاں کو
بنائے ایم۔ او کا بچہ یاب پنجاب سالہ ہے
علی گڑھ منتخف ہو کر یہ کالج پھر ہوا تا لم
کبھی تھا ایم۔ او کلج ہوئی یونیورسٹی اب
بنا ڈالے تھی سرسید اسکی نیکی ساعت میں
جو سرسیدی پیشنگوی تھی ہو کر ہی ہی
اسی کی ذات ہے بینک جہانیں فخر کے قابل

یہ جشن جو ملی ہوئے مبارک مسلمان کو
ہوئی جسکے سبب لگو مرست تازگی جاں کو
نہ کیونچہ فخر ہو اس ضلع کے ہر اک مسلمان کو
چڑھائیگی یہ معراج ترقی پر مسلمان کو
دکھایا گیا کیا پھر کر کے اس کارنایاں کو
بھرا پھر ہر کسی نے گوہر مقصد سے داناں کو
اسی تھی یہ چہرہ ناز کیا ہر اک مسلمان کو

<p>وہی وقت دلو نہیں ہے دی ہے تذکرہ ابتک دلائی سب کو کہ کیا کس طرح تعلیم کی غنیمت بجا کر علم کا ڈھنگ چکا یا خواب غفلت سے ترقی اس کی دیکھی اور اس کے دیکھ بھی لو گے بھلا کیا موشہ ہاتھ سے ہوگی پیشانی لے کر سرگرم خدمت قوم بھی جلا لائیں بھی مرے ہر دیکھ سے یہ صد لائی چو لے مائل</p>	<p>اسی سم گرامی کا سبق ہے اہل دروں کو بنایا اُس نے فخر قوم ہر طفل دبستان کو کیا اچھا فرض منصبی سے ہر مسلمان کو کردار اشرار دل قربان کردو جسم کو جاں کو ادھر آؤ بھر دو اگر اب اس کے جی رہا امان کو کھپا دو مال دولت کو خدا کر دد دل و جاں کو کبھی باخزاں چھوٹے نہ پلے اس کلمہ تل کو</p>
---	--

مطلع ثانی

<p>عجب انداز سے شانوں پہ الا زلف بیاں کو مجھے اس طرح میری بے جلی درخت بیاں کو کوئی سمجھ لے تو دیوانہ زلف پریشان کو ابھی مٹی لپکا سب یہ جنون عشق کا جھگڑا مری یہ نا کوئی تجھ کو اب مجبور کرتی ہے کسی دن بھی نصیب ہوتی نہیں جعبیت خاطر مزا دیتی ہے کہ کیا یہ غلش ہوتی ہے رہ رہ کر بدلتی ہے مرے چہر کی رنگت بھر میں کیا کیا کساں جلتے ہو دل لیکر ادھر آؤ کہا مانو</p>	<p>ہوا ادھو کا پری دیکھ کر اُس آفت بیاں کو کبھی مل کر سے کیا دامن کبھی بھاڑا اگر بیاں کو اٹھا پا کس لیے شور سلاسل سے زنداں کو ذرا اکشتر مزرگان سے چھوڑ دو لوگ جاں کو اڑا سے جل ہو لے شوق تو ہی کوئی جانناں کو فراہم کر سکیں پھر کیا خیالات پریشان کو مرے دل سے نکالو تم نہ ہر گز لینے پیچھاں کو تم آکر دیکھ لو خود ہی مری بیتابی جاں کو بڑا کرتا ہے آخر واسطہ آساں سے آساں کو</p>
--	---

عجب ہے واقعہ پر درد لے مائل نہ رسم آیا
ڈبویا بھائیوں نے چاہ میں اس ماہ کنساں کو

شعشعہ حضرت محمد مصطفیٰ

<p>کبھی کچھ نذر و نگاہیں جنوں فتنہ ساماں کو یہی دھن ہے اگر جو بن جنوں غلام لڑائی کو</p>	<p>اسی دن کیلئے محفوظ رکھا ہے گریباں کو اڑا دنگا کسی دن میں ہایاں کے بیاں کو</p>
---	--

<p>دو لے چارہ گر سو ہاں رورج آسکو نہ کیونکر ہو مرا خواب پریشاں کیا ہے اک تعبیر بربادی جلا ہوں بنے تکلف جلوہ گاہ ناز جاناں میں کف پاکی غلش سے بڑھ رہا ہوں ذوق و دعا میں انگلہ دے آنسو جو شغم میں آنکھ تک پونچے بہاں دہشت کی دلیں نہاں میں کتنی تصویریں</p>	<p>کہ جرو جانیت سمجھا ہو ضبط درد نہاں کو کہ جس وقت آنکھ جھکی خواب میں کیا بیباں کو کلمہ اللہ فرادیکھیں میرے کارنمایاں کو سمجھتا ہوں گجاس سے سوا خاں بیباں کو یہ وہ ساحل ہے جرو کے ہو رہے زوڑ و ناں کو خدا آ بار گئے حشر تک اس پر صفت سناں کو</p>
---	--

علیکلام جو بلی میں فوس ہے حشر نہ جائیگا
ضرورت کفدر مجبور کر دیتی ہے انسان کو

محمود جناب محمد حسن صاحب قی بی۔ لے (علیگ)

<p>بڑھا دے کسی درد آشنائے جوش طوفان کو سے اُس سے نسبت اگر نہ تھاری نوک حشر کا حیات تازہ جھکو بخشش ہے ہر غلش اس کی نہ چھڑے باغبان جھکو کہ جردم نشین ہوں اکسی کیسی بستی ہے خدا یا کیسی دنیا ہے ذرا سی آہ کپڑے نے دیا ورس عمل مجھ کو مجھے فرصت کہاں ہے اس کشاکش ہمارے پیچ سے شب فرقت میں جاں ہے مجھے سالان بیداری نگاہ حسن جو یاں کی کوئی دیکھے یہ برد و فانی</p>	<p>زید وصل دیجہ آزما لو جہنم گریاں کو یہ کیوں میں پیار سے پہلو میں رکھ لوں تو کچھ کہیں نہ ٹھنکے لے چارہ گر سلین سے میرے قیر جاناں کو مری آگہ ہواں پھونکا ڈال سکی گلستاں کو اکس خون تنہا ہے کہیں دنا ہے اریاں کو خردش و جود میں پیار کے شمع سوزاں کو جہنم میں تو بھی جہنم دیکھ لے گلستاں کو دعا کو طول ہو کچھ اور ساعت ہے ہجر اں کو سمجھ رکھ لے اک پردہ نقاب و جاناں کو</p>
--	--

محقق جناب محمد شہزادہ خان صاحب سید علی گڑھ اسکول پشاور گشتی لکھنؤ

<p>چھپاؤں کیا نیک از لعلت درد نہاں کو کوئی حد ضبط غم کی ہو کسانک ضبط ہو دل کو</p>	<p>میں تھاموں ٹکوں مقوسہ کہ رو کوں آشکبار کو پھونکا جاتا ہوں دل و کوں میں کیسے آہ سوزاں کو</p>
---	--

یہ کلمے ناگ ہیں پھیر و نہ تم زلف پریشان کو تھیں کہہ کہیں ہم کیا غمازے عروسیاں کو کہا ہے جسے سید اسید احمد سے مسلمان کو علیکم السلام میں کیا ہے جمع اوراق پریشان کو جو کچھ تم دیکھتے ہو آج ذی رتبہ مشکلاں کو	کہا ناوہ پست جائیں ناز کو گئے ہاتھوں میں ہزاروں نہیں کھا کھا و کھ کرنا پھر مگر حسابا مسلمانوں ہی لازم شکر بید باک یزداں کو بکھرتا دیکھ کر شہزادہ اسلام احمد نے نقطہ یہ فیض ذات سید احمد کا قصر ہے
---	---

محقق سید احمد ایک ولی اللہ کامل تھا
تصدق قوم پر جس نے کیا ہے مال کو جال کو

مظہر جناب اعتصام الدین صاحب انصاری عرب کا کج دہلی

کہ ہونے کا ہے گلوں کی آہ نے رنگ گلستاں کو اُنہی نے دے نہ داماں سے کبھی خاں سیاہاں کو خودی نے نہ کر دیا ہے ملک کے حکم کو نوع نہاں کو کوئی نہ صرح حسن عشق سمجھا ہے بیاباں کو یہی ذرے اڑا لیا بینکے اکرن بیاباں کو شہر انجیریاں حاصل ہوں برق آہ سوزاں کو یہی ذرے اڑا لیا بینکے اک دن بیاباں کو	ذرا سخن بہن میں جذبہ کامل سے آبلبل مست چاہے کہ مظہر تو بس یاد صبا بن جا اخوت کا نشان باقی نہیں معدوم ہر الفت کسی کو عشق لیلے ہے کوئی دیوانہ شیریں گو لاکھ یہ کتنا تھا سوار باد صبر صبر سے محیط سوز دل میں پھر عیاں ہو جو حسن مکنیاں سکھاؤ مسکوا پڑ ہر اک ذرہ کو مٹنیاں
---	--

مظہر جناب محب مظفر حسین صاحب لیامانی شاہ آبادی

کہ جبکہ دیکھنے سے آکھ ہر مسلم کی روشن ہے خوشی کا اسلیے ہر سرت بچتا آج ارگن ہے یہ بیشک مغربی تعلیم کا ہم درس لندن ہے خدا و کھو ہی اسلام کا مشہور مومن ہے علیکم السلام اور حقائق اسلامی کا مخزن ہے	یہ سر سید کا کج دکشا پر فیض گلشن ہے ہو اصد شکر اب پنجاہ سالہ جشن جو ملی کا کہیں سو سا کئی نکل ہند میں سے نہیں ابھی نمایاں کیوں ہر شہر سے اسکے شان توڑی ہو ہوئی شہرت یہ ہندستان کے ہر کھمبہ میں
--	--

از مولانا مولوی نور الحسن صاحب نطلہ تیسر مولف نور اللہ خاں
مولانا محسن کا کووی صدر آل انڈیا اردو کانفرنس دہلی

رب سے موقع مل گیا اک شکوہ دل گیر کا
تیری رحمت نے بڑھا باوجود صلہ تفسیر کا
ساتھ آئے اور ہی کچھ ڈھنگ تھا تقدیر کا
ہم میں بھی ایسے ہیں جنکو تکیہ ہو تدبیر کا
اپنی آہیں بست ہیں پلہ نہیں اک تیر کا
ہم کو تو چھٹا انگ ہے کچھ نہ کچھ تفسیر کا
بچھ سے کچھ کھٹکا نہیں تبدیل کا تفسیر کا
پھر یہ کیوں انداز بدلا عالم تقدیر کا
نکتہ چینی تو شیوہ ہر جوان و پیر کا
گرچہ یہ مضمون نہیں محتاج ہے تفسیر کا
چیزوں میں ہر رنگ مرچا ہوئی تصویر کا
پھر نگہ رہتا ہو ہر دم خوبی و قہر کا
اور کج خلقی ہو شیوہ ہر جوان و پیر کا
اس عبادت پر ہو تکیہ ہر جوان و پیر کا
دام یہ پھیلا ہوا ہو زور کا تنویر کا
ردع رخصت ہو گئی خاک کا رہا تصویر کا
اور خدا نہ ہے مجموعہ تفسیر کا
جنکو تو اقرار دل سے ایسی ہی تفسیر کا
مدعا سمجھ ہوں جو تدبیر کا تفسیر کا
آئینہ وہ جس میں جلوہ ہو مری تصویر کا
فرق ہو تیری سمجھ کا پھیر ہے تفسیر کا
گر ارادہ ہے کسی اصلاح کی تدبیر کا

عالم خلوت میں مجھ کو اتفاقاً ایک شب
دست بستہ عرض کیا میں نے کہ اس بندہ نے
غور سے کراہوں میں جو انکی لوگوں پر نظر
ان میں بھی ایسے تھے جو تیری منکشفات
انکی آہیں عرض کے نیچے کبھی رکتی نہ تھیں
ہونے لگے اپنے ارادوں میں وہ اکثر کامیاب
تیری رحمت عاجز اور تو سراپا رحم ہے
تو یہ تو یہ تو خواہو جاسے یہ ممکن نہیں
ہنس کے فرمایا کہ اے ناواقف اسرار غیب
ہم اشارے میں سمجھ سچھانے دیتے ہیں ابھی
تو میں باقی اخوت ہی نہ کچھ لطف و کرم
دلین کچھ ہو اور زبان سے کچھ کہا کرتے ہیں
نا خدا ہو کشتی اسلام کا خلق عظیم
لیب پہ ہو سبحان ربی دلین انی ربکم
دہریتے سب کو خدا مانیں یہ اپنے نفس کو
دل کے آئینہ سے پارہ اڑ گیا اخلاق کا
اپنے اپنے نفس کو ہر اک بنائے ہو خدا
سچ بتا دیکھے ہیں تو نے کتنے ایسے نیچے
جو برستش میری کرتی ہو خلوت میں کچھ
ہو زبان انکی مطابق دل کے دل ہو گینہ
ہم نہیں بدے نہ بدلا ہے ہمارا انتظام
خود نمونہ بنکے دنیا کو دکھا اسے خود پسند

خود پرستی چھوڑ دے کہ حق پرستی اختیار
راز کھل جائیگا تجھ کو عالم نقدیر کا

جناب نشتر عبدالحکیم صاحب نشتر خلف جناب فقیر محمد صاحب
از عدن ملک عرب شاگرد جناب جمیل صاحب

نبأین ہم بھی جنون کی طرح مسکن بیابان کو
کبھی اشکون سے تر کر لے ہیں انیہ جنت انکو
ذریعہ ہو یہی تعلیم کا طفل مسلمان تنو
مری تر داسنی پر رنگ ہو گا خور غلامان کو
اکی دور کر دے اس غزلان کو دور دور انکو

تنہا ہے یہ مدت سے ہمارے جید دیا مانکو
کبھی انسردہ دل ہو ہو کے رہا تے ہیں قہر
علیگڑھ علم اور اخلاق اسلامی کا مخزن ہو
میں وہ عالمی ہوں میری مغفرت ہوگی جو بخیر
یرے فضل و کرم سے گلشن اسلام ہو نازہ

سرسودار ہا جویش جنون ایسا اگر نشتر
یہی ذرے اڑا لے جائیں گے ایک دن بیابان کو

شوکت حضرت شوکت متعلم علیگڑھ یونیورسٹی

جلہ دی ملین حسرت کو جگر میں تر دیکھانکو
حفاظت سے ذرا رکھتے قیامت اپنے دامن کو
کین یہ چاک کر ڈالے نہ نہ کے خبیث مانکو
نقدق اپنی حمت کا شاد و حرم و عصیانکو

یہ کی تقسیم یوں ٹھہرا دیا ہر ایک ہمانکو
ہمارے ہاتھ آکر لپکا ہے دامن چاک کر نیکا
خطر ہے دست و خشت سر گر بیان حاکم برا
اکی دامن سے مرے داغ گنہ دھو دے

شوکت کیت کرتے پھرتے ہو جو شوکت اسکے ظلم کی
دیا تھا سوچ کر کیا تم نے دل میں فت جان کو

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۱۵	جذبہ	جندرمہ
۹	۱	ایراں	ایران
۹	۱	یونان	یونان
۹	۱	ہندوستان	ہندوستان
۹	۲	افلاطون	افلاطون
۹	۲	ال	آن
۹	۶	تھاسلٹو ازہر وغزین میرا ایک کچا
۹	۱۸	سکودیا سب کام آخر	سکودیا سب کام آخر ہر گئے تار یک سنبہ وروم شام و قیران
۱۰	۱۲	مسلمانوں	مسلمان
۱۲	۱۳	سہ	ہو
۱۳	۵	اختلافی	اختلافات
۱۳	۵	مٹاتے	مٹائیں
۱۳	۶	تفیس	تقییش
۲۲	۱۰	دبا لوے	ڈبا دی
۳۷	۱۰	سیونگ	سونگ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳	۱	ہیتوروی	ہینپوروی
۵۱	۱۰	انٹریٹ	انٹرمیڈیٹ
۵۱	۱۵	احزان	احزان
۵۱	۱۵	ہمان	ہماں
۵۱	۱۵	یوتان	یوتاناں
۵۱	۱۶	سامان	ساماں
۵۱	۱۶	دلمین	دلہیں
۵۱	۱۶	پہان	پہناں
۵۱	۱۷	غواب	غواب
۵۲	۲	دشمن	دشمنوں
۵۲	۵	پاسبان	پاسبان
۵۲	۵	ترجمہ	ترجمان
۵۲	۶	داستان	داستان
۵۲	۶	نشان	نشاں

